ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ
۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرسلہ: عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی شیخوپورہ

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ

(متفق علیہ)

ترجمہ: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل و عیال و خاندان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

یُوْشِکُ الْاُمَمُ تَتَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَتَدَاعَی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِھَا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ لَا بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَآءٌ کَغُثَآءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَھَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ۔ قِیْلَ وَمَا الْوَھْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھَۃُ الْمَوْتِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: عنقریب کافروں کی جماعتیں تم سے لڑنے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جس طرح ہم پیالہ و ہم نوالہ ایک دوسرے کو اپنے کھانے کی طرف دعوت دیا کرتے ہیں — کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہو گی۔ فرمایا نہیں تعداد تو بہت ہو گی لیکن تم سب سیلاب کی جھاگ کی طرح ذلیل ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں وھن پیدا ہو جائے گا۔ عرض کیا وھن کیا چیز ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ: خدا تعالےٰ نے گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے خیر رکھ دی ہے۔

شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَھُبَّ الرِّیَاحُ وَیَنْزِلَ النَّصْرُ۔

(ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: (ابو حکیم نعمان بیان کرتے ہیں) کہ میں جہاد میں رسول اللہؐ کے ساتھ حاضر ہوا۔ جب آپؐ دن کے ابتدائی حصہ میں قتال نہ کرتے تو قتال کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چل جاتیں۔ اور (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) مدد نازل ہو جاتی۔

اَلشُّھَدَآءُ خَمْسَۃٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْھَدْمِ وَالشَّھِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون والا (۲) ہیضہ والا (۳) غرق ہو جانیوالا۔ (۴) دیوار کے نیچے دب کر مر جانے والا (۵) اور خدا کے راستہ میں شہید ہو جانیوالا۔

اِنَّ سِیَاحَۃَ اُمَّتِیْ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: بے شک میری اُمّت کی سیر و سیاحت اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔

اَلْجِھَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

عَیْنَانِ لَا تَمَسُّھُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کی یاد اور اس کے خوف اور ادب سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں رات بھر لشکرِ اسلام کی پاسبانی کرتی رہی اور سوئی نہیں۔

حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَیْنٍ دَمَعَتْ اَوْ بَکَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَحُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَیْنٍ سَھِرَتْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (امام احمد، نسائی)

ترجمہ: آتشِ دوزخ اس آنکھ پر حرام کی گئی ہے جو اللہ کے خوف سے روئی اور اس آنکھ پر بھی دوزخ کی آگ حرام کی گئی ہے جو اللہ کے راستہ میں جاگتی رہی۔

رِبَاطُ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَقِیَامِہٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُہٗ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔ (مسلم)

ترجمہ: اللہ کے راستہ میں ایک دن رات کا جہاد یا اسلام اور مملکتِ اسلامیہ کی حدود کی حفاظت و پاسبانی کے لئے تیار و مستعد رہنا مہینہ بھر کے روزوں اور شب خیزیوں سے درجہ و فضیلت میں بڑھ کر ہے۔

سَاَلَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ عَمَلًا اَنَالُ بِہٖ ثَوَابَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُصَلِّیَ فَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ فَلَا تُفْطِرَ؟ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَضْعَفُ مِنْ اَنْ اَسْتَطِیْعَ ذَالِکَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ طُوِّقْتَ ذَالِکَ مَا بَلَغْتَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن عساکر)

ترجمہ: ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے میں مجاہدین فی سبیل اللہ کا سا ثواب اور درجہ پاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تجھ سے یہ ہو سکے گا کہ آرام اور وقفہ کے بغیر نمازیں نماز پڑھتا چلا جائے اور اس میں کوئی کوتاہی اور سستی تک نہ کرے اور مسلسل روزے رکھتا چلا جائے اور کبھی کوئی ناغہ نہ کرے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں اس کی تاب و تواں نہیں رکھتا۔ اس سے عاجز ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تو اس کی طاقت رکھے تب بھی تو مجاہدین فی سبیل اللہ کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٍ الْجَائِرِ۔

ترجمہ: سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہا جائے۔

لَا تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِیْرًا وَلَا امْرَاَۃً۔ (مسلم)

ترجمہ: کسی بوڑھے کو، بچے کو، شیر خوار اور عورت کو قتل نہ کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر ۶۷۵۲۵

جلد ۱۴ | ۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء | شمارہ ۵۰

غیرتِ ایمانی

ہفت روزہ "ایشیا" مورخہ ۴ اپریل ۱۹۶۹ء میں مودودی صاحب کا ایک مکتوب "ایک تہمت اور اس کا جواب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے اس موقف کو جو انہوں نے گول میز کانفرنس میں تمام فرقوں کے علماء اسلام کے متفقہ ۲۲ نکات پیش کر کے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اختیار کیا تھا اصولاً اور تدبیر کے لحاظ سے غلط قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے اس کے جواب میں یہ بیان اشاعت کے لئے بھجوایا ہے جسے ہم قارئین کرام کی خدمت میں من و عن پیش کر رہے ہیں تاکہ صحیح صورت حال کا اندازہ ہو سکے۔ واضح رہے کہ بیان اس وقت موصول ہوا جبکہ پرچہ مکمل ہو چکا تھا اور اس بیان کے لئے کوئی جگہ نہ تھی چنانچہ مجبوراً اداریہ کو حذف کر کے اسے شائع کرنا پڑا۔

(ادارہ)

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے کسی سائل کے خط کے جواب میں جمہوری مجلس عمل اور گول میز کانفرنس میں میری تقریر کو تدبر کے منافی قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ایشیا - آئین)

حقیقت یہ ہے کہ سائل نے اپنے خط میں بددیانتی سے کام لیا ہے۔ اور میرے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خلاف اپنے خطابات اور خصوصی مجالس میں یہ پروپیگنڈا شروع کیا ہے کہ انہوں نے میرے پیش کردہ اسلامی مطالبات کی تائید نہیں کی، حالانکہ میرے خلاف یہ الزام محض جھوٹ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ دوسرے حضرات نے تو اس طرح کے بیانات ضرور دئے ہیں، لیکن میں تو بہرحال چشم پوشی اور اغماض سے کام لیتا رہا۔ اب مودودی صاحب کے اس قسم کے بیانات کے بعد میں مجبور ہوا ہوں کہ صورت حال کی کچھ وضاحت کروں۔

جمہوری مجلس عمل کی ابتدائی تشکیل کے موقعہ پر جب ڈھاکہ میں مقصد اور طریق کار کا تعین کیا جا رہا تھا۔ میں نے اسلامی نظام حیات کو مطالبات میں شامل کرنے پر زور دیا تو اس وقت بعض جماعتیں اسلامی نظام کے مطالبہ کو جمہوری مجلس عمل کے مطالبات میں شامل کرنے پر تیار نہیں تھیں۔ مختلف مجالس میں تین دن مسلسل اسی پر بحث رہی۔ آخر طے ہوا کہ یہ اشتراک و اتحاد صرف آزاد الیکشن اور بااختیار پارلیمنٹ بنانے کے مطالبے تک محدود رہے۔ ہر ایک جماعت کا اپنا اپنا پروگرام محفوظ ہوگا اور ہر جماعت اپنے اپنے پروگرام کو قوم کے سامنے پیش کرنے میں آزاد ہوگی ہماری مشترک مساعی اور عوامی تحریک صرف اس ایک نقطہ تک محدود ہوگی کہ ہم موجودہ طریق انتخاب کو بدل کر بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات اور صدارتی نظام کے بجائے وفاقی پارلیمانی نظام کے قیام کے لئے دستور میں ترامیم کرائیں اور بس۔

جمہوری مجلس عمل کے باقی نکات درحقیقت صرف آزاد انتخابات کے لئے فضا سازگار بنانے سے متعلق تھے۔ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات کے ذریعہ سے وفاقی پارلیمانی نظام کے قیام کا حق جس وقت حاصل کر لیا جائے۔ اس کے بعد ہر ایک جماعت نے اپنے جماعتی پروگرام کے تحت قوم کے سامنے اپنا اپنا منشور پیش کرنا ہوگا جمہوری مجلس عمل کا یہ اشتراک آئندہ الیکشن اور انتخابات کے لئے ہرگز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ہر ایک جماعت کا مقصد اور پروگرام دوسری جماعت سے مختلف قسم کا ہے۔

میں نے ڈھاکہ کے پہلے اجلاس میں یہ واضح کر دیا تھا کہ اگر اس ایک محدود مطالبہ کے سوا کوئی اور مطالبہ لکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اسلامی نظام حیات کا مطالبہ رکھنا ہوگا۔ مجلس عمل کے تمام ممبر گواہ ہیں کہ میں نے ابتدائی تشکیل کے موقعہ پر تین دن اکیلے اسی پر لڑائی لڑی جبکہ اس وقت بھی کچھ جماعت دوسرے مطالبات پیش کرنے پر مصر تھیں۔

الحمد للہ کہ اس وقت میں کامیاب رہا اور اعلان ڈھاکہ میں یہ واضح کر دیا گیا کہ یہ آٹھ مطالبات فوری ہیں صرف الیکشن اور اس کی آزادی کے سے متعلق ہیں اور یہ ذریعہ ہیں اسلامی نظام کے قیام اور پاکستان کے بنیادی نظریہ کو بروئے کار لانے کے لئے۔

اس کے بعد مجلس عمل مختلف ادوار سے گذرتی گئی۔ آخر میں گول میز کانفرنس کے لئے متفقہ فارمولا کی ترتیب کے موقعہ پہ جب لاہور میں ۶، ۷، ۸ ، ۹ مارچ کو آخری اجلاس ہوئے تو وہی صورت حال پھر پیش آئی جو ابتداء میں تھی۔ بعض ممبروں نے ان مطالبات کے علاوہ دوسرے مطالبات بھی پیش کرنے چاہے۔ مثلاً یہ کہ ون یونٹ کو توڑ دیا جائے۔ مرکزی فیڈریشن میں نمائندگی آبادی کے تناسب پر ہو۔ صوبائی خود مختاری اور انتہائی کمزور مرکز وغیرہ وغیرہ۔

جب مجلس عمل نے ان مطالبات پر بھی غور کرنا شروع کیا اور متفقہ فارمولا کے ایجنڈا میں ان امور کو بھی شامل کرنا چاہا اور اس کے لئے ایک سب کمیٹی بنی جو نو افراد پر مشتمل تھی، میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا چنانچہ آٹھ مارچ کو سارا دن کمیٹی کا اجلاس جاری رہا۔

تو میں نے کمیٹی کے اجلاس میں اپنے سابق موقف کے مطابق یہ دو اسلامی مطالبات ایجنڈا میں شامل کرائے:۔

(الف) کہ ان بائیس اصولوں کو دستور میں شامل کیا جائے جسے مختلف فرقوں کے اکتیس علماء نے ۱۹۵۱ء میں دستوری دفعات کی حیثیت سے مرتب فرمایا تھا تاکہ دستور مکمل اسلامی بن سکے۔

(ب) کہ دستور میں ایک دفعہ شامل کی جائے جس میں مسلمان کی ایسی جامع مانع تعریف ہو کہ اس کے بعد مسلم اور غیر مسلم کی ایسی تمیز ہو جائے کہ کوئی غیر مسلم اپنے کو مسلمان کہہ کر ملک کا سربراہ بننے کے لئے بطور امیدوار کے نہ کھڑا ہو سکے۔ ان مطالبات میں کمیٹی کے ارکان کا کوئی اختلاف نہیں تھا اور نہ یہ نزاعی مسئلہ تھا نہ کسی مسلمان کے لئے یہ نزاعی مسئلہ بن سکتا تھا۔

میں نے جب ۹ مارچ کی صبح کو لاہور میں جمہوری مجلس عمل کے سامنے اپنے یہ دو مطالبات رکھے اور اس پر تقریر کی جس کا ملخص خود مولانا مودودی نے اپنے جواب میں پیش کیا ہے تو اس کے فوراً بعد مودودی نے ہی میری تقریر کی کامل اور حرف بحرف تائید فرمائی، جس کے تمام ممبر گواہ ہیں ــــ اب مودودی صاحب کا یہ بیان دینا کہ میرا موقف

(باقی ص... پر)

مجلس ذکر ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء

وعدے کی پابندی

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

خدام الدین کی خدمات

آج کوئی لمبی چوڑی بات کرنے کی بجائے ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ابھی آتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کیا بیان کروں؟ دو چار روز ہوئے میں نے خواب دیکھا (خواب مجھے بہت کم آتے ہیں لیکن جب کبھی کسی بزرگ کی خواب میں زیارت ہوتی ہے تو دل کو بڑی فرحت اور شادمانی ہوتی ہے جو خواب کے وقت بھی تھی اور اب تک ہے) دیکھتا کیا ہوں کہ لوگوں کو پریشانی لگی ہے، مجھے اللہ کی رحمت سے شادمانی، انبساط اور سرور نصیب ہوا۔ اللہ کی قدرت دیکھئے۔ ایک اہم واقعہ ہے جو خواص کے علم میں ہے لیکن اب آپ کے خدام الدین کے واسطے سے یہ بات کہاں سے کہاں پہنچ جائے گی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا دین ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے دین کی نشر و اشاعت خود چاہتے ہیں کراتے ہیں اور یہ تبلیغِ دین ہے، تواصی بالحق ہے جو خدام الدین کر رہا ہے۔

حضرتؒ سے مولانا غلام غوث کی درخواست

گذشتہ مارشل لاء جو ایوب صاحب نے لگایا، اس سے چند دن پہلے "جمعیۃ علماء اسلام" لاہور میں ایک شاندار کانفرنس اور ہزاروں مسلمان نوجوان رضاکاروں کی پریڈ کا انتظام کر رہی تھی اور الیکشن کے اندر آئین قرآن کے نفاذ کے لئے حصہ لینا چاہتی تھی، خدا کی قدرت حضرتؒ نے عمرے کا ارادہ فرما لیا۔ اس دفعہ ساتھ جانے کی میری باری تھی۔ (ایک دفعہ حافظ صاحب کی، ایک دفعہ میری باری ہوتی تھی۔ والدہ مرحومہ ہر دفعہ ساتھ ہوتی تھیں) تو مولانا غلام غوث صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ "آپ اس کانفرنس تک تشریف لے آئیں" حضرتؒ نے فرمایا "میرا ارادہ کچھ زیادہ رہنے کا ہے"۔ انہوں نے کہا "حضرت! آپ نہ آئے تو کانفرنس ہماری کامیاب نہ ہو سکے گی۔ آپ کی تشریف آوری کامیابی کی ضمانت ہے۔ تو ہم خدام کی عرض ہے کہ جمعیت کی نئی نئی تنظیم ہے آپ ضرور تشریف لے آئیں"۔

نیک نامی خدا کی عطا ہے

اب اندازہ لگائیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل جتنا کوئی کرے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی مقبول بارگاہِ الٰہی ہوگا اور پھر شاہ ولی اللہؒ یہ کہتے ہیں کہ اتنا ہی زیادہ خلق اللہ کے اندر (زبانِ خلق نقارۂ الٰہی کے مصداق) اس کی عزت، عظمت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کی شہرت کو چار چاند لگائیں گے۔ ع

نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

جو نیک نام چھوڑ جاتے ہیں، مرتے نہیں ہیں، ان کی نیک نامی کے صدقے ان کی یاد زندہ و تابندہ رہتی ہے۔ آج حضرت ہجویریؒ ہوں، شاہ ولی اللہؒ ہوں، امام غزالیؒ ہوں، جنید بغدادیؒ، شاہ عبد القادر جیلانیؒ ہوں، سیدنا صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ ہوں یا اللہ کے برگزیدہ پیغمبر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا سابق انبیاء کرام ہوں۔ ہم ان کا نام اس طرح لیتے ہیں حالانکہ اپنے خاندان کے بزرگوں کے نام ہمیں یاد نہیں لیکن ان کے نام یاد ہیں۔ اس طرح ان کے نام ہمارے دلوں میں اجاگر ہیں جیسے آج بھی وہ ہمارے سامنے چل پھر رہے ہوں۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

سو اب دیکھئے انبیاء علیہم السلام کو بھی تکلیفیں آتی ہیں اور اولیائے کرام کو بھی تکلیفیں آتی ہیں اور اولیائے کرام انبیائے کرام کے بعد ان کے منصب پر قائم ہوتے ہیں۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ — اور ہم "عالم" اسی کو کہتے ہیں جو کامل ولی ہو، ظاہر کا فاضلِ اجل ہو اور باطن کا کامل اکمل ہو۔ درحقیقت جامع وہی ہوتا ہے جسے شریعت اور طریقت دونو پر عبور ہو، دونو پر عملاً ثابت قدم ہو اور علماً اس پر قائم ہو۔ یعنی قولاً، فعلاً، علماً، عملاً، عقیدۃً اور حقیقۃً مسلمان جو ہو اس کو ہم اللہ کا سچا ولی اور اللہ کے دین کا عالم کہتے ہیں۔

مجھے خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی

بہر حال اس واقعہ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اس دفعہ خدا کی قدرت ہے جب مارشل لاء لگا میں ڈھاکے بیماری میں گیا، بیماری ہی میں واپس آیا، آتے ہی کچھ بیماری، کچھ تکان کا اثر، ضعف و ناطاقتی کی وجہ سے کبھی چکر آنے لگے اور کبھی زکام و بخار کا عارضہ لاحق ہو گیا، کمزوری زیادہ ہو گئی تو اللہ کی قدرت ہے۔ پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور زیادہ بگڑ گئی، خراب ہو گئی۔ لاہور آکر کچھ دن تک زیادہ تکلیف رہی۔ وہاں بھی ڈھاکے اور سلہٹ وغیرہ میں کافی فضائی سفر کرنا پڑا۔ تکلیف تو رہی لیکن کام چلتا رہا۔ الحمد للہ۔ مگر یہاں آکے پھر وہ ساری کسر نکل گئی — خیر — تو انہی دنوں میں جس رات کہ موجودہ مارشل لاء کا اعلان ہوتا ہے، اللہ کی قدرت، دوپہر کو شدید بخار میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ اور مولانا غلام غوث صاحب بات کر رہے ہیں، دور بیٹھے ہوئے، کوئی پتہ نہیں کیا بات ہو رہی ہے۔ اور یہ ایک خواب کا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

۲۲؍محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۱؍اپریل ۱۹۶۹ء

کامیاب اور کامران وہی لوگ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کے طالب ہیں

اور

اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں!

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم :۔
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○

(س البقرہ ع ۲۵ - آیت ۲۰۰ تا ۲۰۲)

ترجمہ : پھر کوئی آدمی تو کہتا ہے اے ہمارے رب! دے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں اور کوئی ان میں سے یہ کہتا ہے۔ اے رب ہمارے! دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ انہی لوگوں کے واسطے حصّہ ہے اپنی کمائی سے، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

پہلے یہ فرمایا تھا کہ اللہ کا ذکر کرو اوروں کا مت کرو۔ اب یہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس سے دعا مانگنے والے بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کا مطلوب صرف دنیا ہے۔ اُن کی دعا یہی ہے کہ جو کچھ دولت عزت وغیرہ دی جائے دنیا ہی میں دے دی جائے سو یہ لوگ تو آخرت کی نعمتوں سے بے بہرہ ہیں۔ دوسرے وہ کہ طالبِ آخرت ہیں جو دنیا کی خوبی یعنی توفیق بندگی وغیرہ اور آخرت کی خوبی یعنی ثواب اور رحمت و جنّت دونوں کو طلب کرتے ہیں۔ سو ایسوں کو آخرت میں ان کے حج اور دعا جملہ حسنات سے پورا حصّہ ملے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ :۔

۱۔ اللہ تعالےٰ سے مانگنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو صرف اللہ سے دنیا طلب کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دنیا اور آخرت دونوں کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں۔

۲۔ دنیا کے طالب آخرت کے اجر سے قطعی محروم رہیں گے۔

۳۔ کامیاب و کامران فقط وہی ہیں جو دنیا اور آخرت دونو کے طلبگار ہیں اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

محترم حضرات! ہر مسلمان قرآنِ عزیز پہ ایمان رکھتا ہے اور قرآنِ عزیز کی مذکورہ بالا آیت صاف طور پر اعلان کر رہی ہے کہ مسلمان کی نظر محض دنیا پہ ہی نہیں بلکہ آخرت پہ بھی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ آخرت سے منہ موڑ کر صرف دنیا نہیں چاہتا اور ایسے کام نہیں کرتا جن سے اُسے دنیا کا فائدہ تو مل جائے مگر آخرت کا ثواب جاتا رہے۔ وہ اللہ کے غضب سے ڈرتا رہتا ہے اور اپنے معاملات، برتاؤ اور معاشرت میں حسنِ انجام کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اُس کی شان یہ ہے کہ وہ دنیا میں نیک عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہے، اپنی دعاؤں اور عبادتوں سے وہ نیک عملی، نیکوکاری کی استعداد اور طاقت طلب کرتا ہے اور آخرت میں اس نیک عملی اور نیکوکاری کا نیک پھل مانگتا ہے وہ دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح و بہبود چاہتا ہے، دونوں کو ساتھ ساتھ لے کر چلتا ہے۔ دنیا میں اعلیٰ اخلاق اور عمدہ معاملات کرتا ہے۔ آخرت کے لئے توشہ بناتا ہے، اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ مجھے دوزخ کی آگ سے بچا، جنّت میں جگہ دے اور فلاحِ دارین عطا کر اور درحقیقت بہترین زندگی کا معیار یہی ہے کہ وہ اپنی زندگی اور زندگی کے معاملات میں دنیا اور آخرت دونوں کو پیشِ نظر رکھے اور جہنم کے عذاب سے ہر گھڑی ڈرتا رہے۔

عزیز گرامی! یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھئے کہ دنیا کی ہوس اور حرص و لالچ کے چکر میں پھنس کر اپنی عاقبت اور حسنِ انجام سے غفلت کے مرض میں وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو اخلاق میں پست، معاملات

میں کھوٹے، بناؤ میں خود غرض، آخرت کے انکاری اور عارضی فائدوں کے دیوانے ہوں ـــ اور اسی لئے ان کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب۔

دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

چنانچہ دیکھا بھی گیا ہے کہ محض دنیا کے طالب افراد اکثر حاسد ہوتے ہیں اور کتوں کی طرح اپنے ہم جنسوں کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کی نگاہ ہمیشہ قریبی نفع پر ہی رہتی ہے اور یہ لوگ دیرپا نتائج کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ہر کام میں وہ اسی چیز کے متمنی رہتے ہیں۔ جس کا جلدی سے ان کو پھل مل جائے ـــ صبر و تحمل کی طاقت ان میں نام کو نہیں ہوتی اور اللہ کو ماننے کے باوجود دنیا طلبی کی دوڑ دھوپ میں وہ اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ اگر عبادت کریں یا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں یا اور کوئی نیک کام کریں تو اس میں بھی ان کا مقصد صرف دنیاوی فائدے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد یقینی زندگی ان کے خیال میں ایک انہونی سی بات ہے۔ مکافاتِ عمل کا عقیدہ وہ نہیں مانتے نتیجتاً ان کے نزدیک زندگی اگر ہے تو صرف دنیا ہی کی ہے اور کامیابی بھی صرف دنیاوی ہی ہے۔

آخرت پر ایمان

لیکن یاد رکھئے! آخرت کا انکار کرنے والے اور مکافاتِ عمل کے عقیدہ میں شک لانے والے کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں اور منافقانہ اور کافرانہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں ـــ دنیا ہماری مسلسل زندگی کا ایک مختصر سا حصہ ہے۔ باقی اور ہمیشہ رہنے والی زندگی ہمیں موت کے بعد ہی نصیب ہوگی ـــ وہ زندگی ہمارے ان اعمال کا پھل ہوگی جو ہم اس دنیا میں کرتے ہیں اور آخرت کی زندگی ابدی، قائم و دائم اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اور اسی کی کامیابی اصل کامیابی ہے ـــ ہر مسلمان اس عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے اور یہ دین کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے جس کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔

برادرانِ عزیز! اگر ہم اپنی موجودہ تباہیوں اور بربادیوں کا جائزہ لیں اور ان کے اسباب و علل کا کھوج لگائیں تو اس کے پیچھے بھی دنیا کی ہوس اور آخرت فراموشی کی بیماری واضح طور پر کارفرما نظر آئے گی اور وہی لوگ مجرم قرار پائیں گے اور دنیا کے کتے، آخرت کے منکر اور خوفِ خدا سے عاری ہیں ـــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل و ہوش عطا فرمائے اور اس بیماری سے نجات دے۔ آمین!

سرمایہ آخرت

آخر میں یہ گذارش کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ جس طرح اس دنیا میں آرام اور عزت کی زندگی گذارنے کے لئے مال و دولت اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح آخرت میں عزت و آرام کی زندگی گذارنے کے لئے بھی ایمان اور اعمالِ صالحہ کے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ جس کے پاس یہ سرمایہ ہوگا وہ وہاں کامیاب اور سرخرو ہوگا اور جو اس سرمایہ سے خالی ہوگا ذلت و خواری اور بے عزتی کی زندگی بسر کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو فرمائے۔ اپنے غضب سے ڈرنے اور سرمایۂ آخرت ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ: غیرتِ ایمانی

اصولاً بھی صحیح نہ تھا اور تدبر کے لحاظ سے بھی غلط تھا کتنا تعجب انگیز ہے۔ اور کیا مودودی صاحب جو اکیس سال سے اسلام اسلام پکار رہے ہیں قوم نے ان کو اطمینان دلا دیا تھا کہ اس میں نزاع نہیں ہوگا۔

میں حلفاً یہ بیان کرتا ہوں کہ مودودی صاحب نے جمہوری مجلس عمل کی ۹ مارچ کی میٹنگ میں میری تقریر کی میرا نام لے کر میری تقریر کا حوالہ دے کر کی۔ اگر یہ تقریر بقول مولانا مودودی کے تدبر کے لحاظ سے غلط اور اصولاً غیر صحیح تھی تو وہاں کیوں تائید کی اور گول میز کانفرنس میں کیوں خاموش ہو گئے۔ کیا مولانا مودودی صاحب بھی حلفاً بیان دے سکتے ہیں کہ انہوں نے مجلس عمل کے اجلاس میں میری تقریر کی تائید نہیں کی تھی ـــ درحقیقت یہ اسلامی مطالبہ کوئی نزاعی مطالبہ نہیں تھا۔ خود مودودی صاحب اور ان کے ہم نواؤں نے اس کو نظر انداز کر کے نزاعی مسئلہ بنا دیا۔ ان کے احساس کمتری نے اسلام کے مطالبات کو نقصان پہنچایا کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس عظیم تحریک کے نتیجہ میں جب حکومت اور عوام کے درمیان عظیم فیصلے ہو رہے تھے۔ اس میں اسلامی مطالبہ کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے جبکہ دوسرے سیاسی مطالبے پیش ہو رہے تھے۔ کم از کم میری اور کسی مسلمان کی غیرتِ ایمانی پاکستان کے بنیادی نظریہ اسلام کو اس طرح پس پشت ڈالنے کو برداشت نہیں کر سکتی تھی

عام مسلمانوں نے اور خود مودودی صاحب کی جماعت کے بہت سے لوگوں نے مجھ سے اور دوسرے ممبرانِ جمہوری مجلس عمل سے باصرار مطالبہ کیا کہ اسلامی مطالبات کو ضرور پیش کیا جائے، ہزاروں تار اور محضر نامے مجھے موصول ہوتے ہیں۔ جن اسلامی دو مطالبات کو گول میز کانفرنس میں پیش کیا۔ مجھے ان کے پیش کرنے پر فخر ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ فریضہ کو سرانجام دیا اور قوم کے عظیم مطالبہ کو پیش کر کے عوامی جذبات و احساسات کا احترام کرنے کی عظیم سعادت حاصل کی۔

مودودی صاحب نے گول میز کانفرنس میں میرے دو اہم مطالبات سے صرف نظر کر کے اور صرف ایک سیاسی مطالبہ پر انحصار کرنے کا جو موقف اختیار کیا اس سے بحیثیت ایک اسلامی نمائندہ کے ان کی پوزیشن انتہائی کمزور ہوگئی۔

گویا اب وہ قوم کی نظروں میں دوسرے محض سیاسی قسم کے افراد کی سطح پر آگئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے دلوں میں لازماً یہ اعتراض پیدا ہوا کہ مودودی صاحب نے اسلامی مطالبات کی تاکید کیوں نہیں کی۔ اسلامی مطالبات کے بارے میں مودودی صاحب کی بے اعتنائی اور انتہائی کمزور موقف کا رد عمل تھا جو ظاہر ہوا اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔

اب اس کمزوری کو چھپانے کے لئے مودودی صاحب کا جس طرح جی چاہے تاویلیں کریں لیکن ان تاویلات سے واقعات اور حقائق تبدیل نہیں ہو سکتے۔

آخر میں میں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر مستقبل میں ضرورت محسوس ہوئی تو میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ قوم کے سامنے سارے حالات پیش کروں گا۔

اس وقت میں نے صرف اپنے اوپر لگائے گئے الزام کی تردید میں مختصراً یہ بیان دیا۔ میں بالکل نہیں چاہتا کہ کسی قسم کا خلفشار پیدا ہو اور اس طرح کی بحثوں میں عوام کو الجھایا جائے یا کسی کی دلآزاری ہو جس کی اسلامی تعلیمات اجازت نہیں دیتی۔

(قسط ۲)

قرآنی توحید

پروفیسر حافظ عبدالمجید ایم۔ ایس۔ سی، ایم۔ اے

(سلسلہ کے لئے ۱۴ر اپریل کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (س البقرہ ع ۳۵۔ آیت ۲۶۰)

ترجمہ: اور جب کہا (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اے میرے پروردگار! مجھے دکھلا دے کہ تو مُردوں کو کس کیفیت سے زندہ کرے گا۔ فرمایا کیا تم نے یقین نہیں کیا۔ عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس لئے (پوچھتا ہوں) کہ میرے دل کو سکون حاصل ہو جائے۔ فرمایا۔ پس پکڑ چار پرندے پھر ان کو اپنے ساتھ ہلا لو۔ پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ۔ تمہارے پاس دوڑتے ہوتے آئیں گے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

فائدہ: خداوندِ قدوس نے انسان کو نیست سے ہست کیا، وہی انسان کو موت دیتا ہے اور وہی زندگی عطا فرماتا ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی دینا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ حیات بعدالممات پر تمام انبیاء کامل ایمان رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس پر کامل یقین تھا لیکن اپنی آنکھوں سے اس کی کیفیت کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے۔ بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا چار پرندے پکڑ کر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو۔ پھر ان سب کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر انہیں اپنی طرف بلاؤ۔ خدا تعالیٰ کی شانِ تخلیق کا نمونہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ یہ پرندے دوبارہ زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے سامنے آ موجود ہوں گے۔ پرندوں کا اس طرح دوبارہ زندہ ہونا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن وہ اللہ جو زبردست ہے، حکمتوں والا ہے، قدرتوں والا ہے جو ہر قسم کی عاجزی و بے چارگی سے پاک ہے۔ اس کے لئے کون سا مشکل ہے پرندوں کا اس طرح زندہ کرنا اور موت کے بعد زندگی دینا۔

پرویز صاحب کا نظریہ

پرویز صاحب نے اس سیدھے سادے قرآنی واقعہ کو خود ساختہ تاویلات سے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ ان آیتوں کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ارشاد الٰہی ہوا، اچھا، یوں کرو کہ پرندوں میں سے چار جانور پکڑ لو اور انہیں اپنے پاس رکھ اپنے ساتھ ہلا لو (یعنی اس طرح ان کی تربیت کرو کہ وہ اچھی طرح تم سے ہل جائیں) پھر ان جانوروں میں سے ہر ایک کو (اپنے سے دور) ایک ایک پہاڑ پر بٹھا دو۔ پھر انہیں بلاؤ۔ وہ (آواز سنتے ہی) تمہاری طرف اُڑتے چلے آئیں گے۔ (یعنی اگر وحشی اور بے عقل پرند چند دنوں کے انس و تربیت سے ایسا ہو جا سکتا ہے کہ تمہاری آواز پہچانتے لگے اور تمہارے حکم کی تعمیل کرے تو کیا دعوت حق سے انسانوں میں تبدیلی نہیں ہو جا سکتی کہ تربیت یافتہ ہو جائیں۔ اور تمہاری تعلیم قبول کر لیں؟) جان رکھو! اللہ سب پر غالب اور اپنے کاموں میں حکمت رکھنے والا ہے۔"

(معارف القرآن جلد سوم ص۶۹ از غلام احمد پرویز)

خط کشیدہ حصہ ملاحظہ فرمائیں۔ پرویز کے نزدیک ہر پرندہ کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر نہیں رکھا گیا بلکہ ہر پہاڑ پر ایک ایک پرندہ زندہ و سلامت رکھ دیا گیا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پکارا تو ہر پرندہ اڑ کر آپ کے پاس پہنچ گیا ——— لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال تو یہ تھا کہ مردہ کیسے زندہ ہو گا؟ زندہ جانوروں کو بلانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیسے تسکین قلب حاصل ہوتی؟ پرویز صاحب نے دور از کار تاویل کرتے ہوئے تُحْيِ الْمَوْتٰى کا مفہوم بھی بدل دیا۔ ان کے نزدیک تُحْيِ الْمَوْتٰى کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت کیسے دے گا؟ حضرت ابراہیم" کے دل میں بار بار یہ سوال اٹھتا کہ اے موت و حیات کے مالک! اس قسم کے مُردوں میں زندگی کس شکل سے پیدا ہو گی"۔ (معارف القرآن جلد ۳ ص)

گویا مردوں کو زندہ کرنے کے متعلق سوال نہ تھا۔ صرف "اس قسم" کے مُردوں کی "زندگی" کے متعلق فکر و تعجب کا اظہار تھا۔ کہ وہ ہدایت سے کیسے بہرہ ور ہوں گے۔ پرویز صاحب کے نزدیک علماء نے آج تک اس واقعہ کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ "قرآنی فکر" کے مطابق۔ لکھتے ہیں:

"ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ ذبح شدہ پرندوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ جب ہمارا ایمان یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔ تو مردہ پرندوں کو زندہ کر دینا کیوں مستبعد ہو۔ لیکن قرآن کریم سے اس تفسیر کا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا۔ اول تو یہ کہ اس کے لئے مندرجہ صدر ترجمہ میں توسین کی عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کرنا ہو گا۔ یعنی پرندوں کو ذبح کر کے قیمہ کرنے کا واقعہ قرآن کریم میں نہیں۔ اسے اپنی طرف سے بڑھانا ہو گا۔ ثانیاً یہ کہ ایک مردِ مومن کے لئے اللہ اور آخرت پر ایمان نقطۂ آغاز ہے۔ اس کی زندگی کی تمام عمارت اسی بنیاد پر اٹھتی ہے۔ اس لئے جس طرح ایک خدا پرست انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنے اطمینان کی خاطر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح وہ حیات بعدالموت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا بھی تقاضا

نہیں کر سکتا۔ ثالثاً یہ کہ وہ ہی آیات پیشتر بادشاہ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مباحثہ کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت ابراہیمؑ نے ذاتِ خداوندی سے متعلق سب سے پہلے دلیل یہ پیش کی ہے رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ (۲/۲۵۸) میرا رب وہ ہے جو زندگی عطا کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس لئے آپ کا اللہ تعالےٰ سے یہ کہنا کہ میں طمانیتِ قلب کے لئے یہ کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ قرینہ سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔ اور رابعاً اگر اللہ تعالےٰ نے یہی دکھلانا تھا کہ ہم یوں مُردوں کو زندہ کریں گے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ ایک پرند کو ذبح کرکے ڈال دیا جاتا اور جب اس میں زندگی کے آثار ختم ہو جاتے تو وہ اڑنے لگتا۔ اس کے لئے چار پرندوں کا قیمہ کرکے انہیں الگ الگ پہاڑوں پر رکھنا طولانی عمل نظر آتا ہے"۔ (معارف القرآن جلد ۱ ص ۳۰)

در اصل تمام تجدد پسندوں کی طرح پرویز صاحب کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ قرآن کریم کے وہ تمام مفاہیم جو آج تک ملتِ مسلمہ میں مستند مانے جاتے رہے ہیں حتےٰ کہ قرآن مجید کی وہ تشریحات جو خاتم الانبیاءؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں ان سب کو باطل ثابت کرکے من مانی تشریحات کے لئے راستہ ہموار کریں۔ گویا ؏

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعہ کی تشریح میں بھی پرویز صاحب کی یہی سعی کارفرما ہے۔ واقعہ کی یہ تفسیر عقل و استدلال کی رو سے بھی بالکل نادرست ہے:۔

اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں واضح طور پر کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی (یعنی کیسے زندہ کرے گا تو مُردوں کو) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد مُردوں کے زندہ ہونے کے متعلق نہ ہوتا، گمراہوں کی ہدایت کے متعلق ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے الفاظ مختلف ہوتے اور وہ یہ فرماتے کہ اے اللہ! تو گمراہوں کو کیسے ہدایت فرمائے گا۔

ثانیاً۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کا مقصد یہی ہوتا کہ گمراہوں کو ہدایت کیسے ہوگی تو جانوروں کی مثال سے تو یہ بہتر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے ہدایت فرما دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کمالِ تسکین حاصل کر لیتے"۔

ثالثاً۔ اگر بقول پرویز صاحب ایک مردِ مومن حیات بعد الممات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ تو کیا مردِ مومن کو اس امر میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہدایت فرما دیتے ہیں؟ اور کیا کوئی مردِ مومن ہدایت بعد الضلالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا تقاضا کر سکتا ہے؟ اور پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ تقاضا تو ہدایت حاصل ہونے کی کیفیت سے ہو اور اس کی کوئی عملی مثال نہ دکھائی جائے صرف جانوروں کو پہاڑوں پر زندہ چھوڑ کر پھر بلانے کا حکم دیا جائے؟

رابعاً۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا (پھر رکھ دو ہر پہاڑ پر ان کا ایک جزو) لغتِ عرب میں "جزو" کا اطلاق کبھی بھی کسی ذی حیات پر یا کسی کامل شئے پر نہیں ہوتا۔ اس کا اطلاق ہمیشہ کسی چیز کے حصے یا ٹکڑے پر ہوتا ہے۔ اس لئے اس حکمِ خداوندی کا منشا یہی ہے کہ ان جانوروں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور ہر جانور کا ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دیا جائے۔ جزو کا مطلب ایک زندہ جانور قطعاً غلط ہے۔ ابن قتیبہ میں ہے۔ "جزءً ای ربعًا مِّنَ الطَّیْرِ" نیز Lanes Arabic - English Lexicon میں جزو کا مطلب یہ لکھا ہے:۔

"A Part or portion .....A Constituent Part of a thing .....An Ingredient of any compound or mixture."
(The Holy Quran by Maulana Abdul Majid Daryabad Vol I Page No 87)

یعنی جزو کا مطلب ہے کسی چیز کا ایک حصہ یا ٹکڑا۔ جس سے وہ چیز بنی ہوئی ہو۔ کسی مرکب یا آمیزہ کا ایک حصہ۔

پرویز صاحب کے سارے استدلال کی بنیاد اسی لفظ "جزءً" کے خود ساختہ مفہوم پر ہے جو بناء الفاسد علی الفاسد کے عین مصداق ہے اور پرویز صاحب کی تفسیری بددیانتی کی ایک ادنےٰ مثال ہے۔

درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حیات بعد الممات کی کیفیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے لئے اپنے پروردگار سے التجا کی۔ اس التجا سے یہ گمان ہو سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حیات بعد الممات پر معاذ اللہ یقین نہیں تھا۔ جس طرح بنی اسرائیل نے مطالبہ کیا تھا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً کہ جب تک ہم اللہ کو سامنے دیکھ نہ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بھی یہ شبہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے قرآن عزیز نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا کہ ایمان تو حیات بعد الممات پر کامل درجہ کا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا مقصد صرف عین الیقین کا حصول تھا۔ اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام واقعی نمرود کے سامنے یہ کہہ چکے تھے کہ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور اس پر آپ کا ایمان بھی کامل تھا لیکن عین الیقین کا درجہ ابھی باقی تھا اور بلند تر درجہ کے حصول کا جذبہ اور شوق اور تقاضا کسی طرح بھی معیوب نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ سوال کہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھر زندہ کیوں کیا؟ اور پھر جانوروں کی تعداد بھی چار ہی کیوں تھی کم و بیش کیوں نہ تھی۔ اس کا جواب خود خدائے پاک نے دے دیا۔ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ اور اللہ زبردست ہے، حکمتوں والا ہے۔ اس کی حکمتوں تک انسانی عقل کہاں پہنچ سکتی ہے۔

علامہ اسد نے اپنے صحیح بخاری کے انگریزی ترجمہ میں اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے:۔

The Prophet Abraham who uttered These words, after having requested God to show him the rising of the dead to life, was not lacking in faith; But he knew that if he were to witness resurrection with his own eyes all possible doubts would be dispelled for ever. He believed that God had this power; The mental acknowledgement (Tasdiq) was already there. But his faith would become more intensive if he were allowed to obtain full certainty by witnessing it with his bodily eyes

(Ain-ul-Yaqin)

(Azds' English Translation of Sahih-Bukhari I P-38)

(تفسیر ماجدی انگریزی جلد اول ص۳)

حضرت ابراہیمؑ جنہوں نے یہ الفاظ (وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ) خدائے تعالیٰ سے حیات بعد الممات کے مشاہدہ کے لئے التجا کرنے کے بعد کہے کبھی بھی یقین کی کمی میں مبتلا نہ تھے بلکہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ اگر وہ حیات بعد الممات کا منظر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں گے تو تمام ممکن شبہات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ آپ کو یقین تھا خدائے تعالیٰ اس کی قدرت رکھتے ہیں۔ ذہنی تسلیم (تصدیق) آپ کو پہلے سے حاصل تھی (آپ کا خیال تھا کہ) اگر اپنی ان جسمانی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے کی اجازت مل گئی تو یقین اور زیادہ پختہ و مضبوط ہو جائیگا۔ (عین الیقین حاصل ہوگا)"

حاصل یہ کہ اس آیۃ کریمہ میں اپنی حیات بعد الممات عطا کرنے کی قدرت کا اظہار فرمایا ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں موت کے بعد زندگی کے قائل نہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ جو اللہ مردہ پرندوں کو، جن کے قسم کے مختلف حصے مختلف پہاڑوں پر ہوں، اپنی قدرت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار پر زندہ کر سکتا ہے وہی اللہ آخرت میں سب جن و انس کو دوبارہ زندہ کریگا وہ بے انتہا قدرت والا ہے۔ اس کے لئے یہ کچھ مشکل بات نہیں۔

حاشیہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رح

"روح المعانی میں بسند ابن المنذر حضرت حسنؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح حصے پارچے کر کے ان کو پکارا۔ فوراً ہی ہڈی سے ہڈی، پر سے پر، خون سے خون، سب مل ملا کر سب اپنی اصلی ہیئت پر ہو کر ان کے پاس زندہ ہو کر آ گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! اسی طرح قیامت کے روز سب اجزاء و اجساد کو جمع کر کے ایک دم سے جان ڈال دوں گا۔ فقط اس واقعہ کو دکھلا کر اللہ تعالیٰ نے کیفیت احیاء یوم قیامت کی بتلا دی کہ اسی طرح اول اجزا بدنیہ مختلف مقامات سے جمع ہو کر اجساد تیار ہوں گے۔ پھر ان میں روح پڑ جائیگی۔ (بیان القرآن)

حاشیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رح

حضرت ابراہیمؑ حسب ارشاد الٰہی چار جانور لائے، ایک مور، ایک مرغ، ایک کوا، ایک کبوتر۔ اور چاروں کو اپنے ساتھ ہلایا تاکہ پہچان رہے اور بلانے سے آنے لگیں۔ پھر چاروں کو ذبح کیا۔ پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے، ایک پر پر رکھے، ایک پر سب کے دھڑ رکھے، ایک پر پاؤں رکھے۔ پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا، اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا، پھر دھڑ ملا، پھر پر لگے، پھر پاؤں۔ وہ دوڑتا چلا آیا۔ پھر اسی طرح چاروں آ گئے۔

یہاں دو خلجان گذرنے کا قوی احتمال ہے۔ اول تو جسم بے جان متفرق الاجزاء کا زندہ ہونا قابلِ انکار، دوسرے ان خصوصیات کو کہ وہ پرندے ہوں اور چار بھی ہوں اور چار بھی فلاں فلاں ہوں اور اس طرح ان کے اجزاء کو متفرق کر کے بلایا جاتے تو زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اس کا کوئی دخل اور ان قیود کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اول خلجان کے جواب میں عَزِیْزٌ اور دوسرے کے جواب میں حَکِیْمٌ فرما کر دونوں شبہوں کا قلع قمع فرما دیا یعنی اس کو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست قدرت والا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور اس کے ہر حکم میں اس قدر حکمتیں ہوتی ہیں کہ جن کا ادراک اور احاطہ اگر ہم کو نہ ہو تو یہ ہمارے نقصان علم کی بات ہے اس کی حکمت کا انکار ایسے امور سے ہرگز ممکن نہیں۔ واللہ اعلم"

۱۸- لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(سورۃ البقرہ۔ رکوع ۴۰۔ آیت ۲۸۴)

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اسے، حق تعالیٰ تم سے حساب لے گا۔ پھر جسے چاہیگا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فائدہ زمین و آسمان اور پوری کائنات کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ہر انسان کی ہر ظاہر و پوشیدہ بات کو جانتا ہے اور انسان کے ہر قول و فعل کا حساب لے گا۔ جسے چاہے گا بخش دے گا جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اس کی قدرت بے پایاں ہے۔ اور کوئی نہیں جو ہر انسان کی ہر ظاہر و پوشیدہ بات جانتا ہو اور جس کی یہ قدرت ہو"

(باقی آئندہ)

دعائے صحت کی خصوصی اپیل

شہر ملتان کے مشہور عالم دین اور حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ کے شیدائی مولانا خدا بخش صاحب ملتانی شدید علالت کے پیش نظر ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ تازہ اطلاع کے مطابق حضرت موصوف زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جمیع علماء کرام قراء حضرات اور مدارس عربیہ کے طلباء سے بالخصوص اور عامۃ المسلمین سے بالعموم حضرت موصوف کے لئے خصوصی دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

محمد سلیمان استاذ جامعہ مدنیہ کیمبلپور

(۳)

اسلام کسی کو حلال دولت کمانے، جائے رہائش اور مکانات بنانے، بیوی بچوں کی اچھی تربیت اور دوسری ضروریات زندگی باحسن طریق مہیا کرنے سے قطعاً نہیں روکتا۔ ایک آدمی اگر ملک کا صدر ہے اور دوسرا چپڑاسی تو ان دونوں کو اسلام نے سمجھایا کہ تم دونوں انسانیت میں شریک ہو۔ ادنیٰ جائز اطاعت کو نہ چھوڑے۔ اعلیٰ ناجائز حکم صادر نہ کرے۔ دونوں کو سمجھایا جیسے اعلیٰ کے مناصب ہیں ایسے اس کے فرائض بھی ہیں۔ اگر دنیا میں سب ہی بادشاہ و امراء ہوتے، غریب کوئی نہ ہوتا تو یہ بھی امکان سے باہر تھا اور اگر سارے ہی غریب ہوتے تو اس کو بھی عقل نہیں مانتی۔ نظام کائنات اس طرح چل نہیں سکتا تھا۔ غریب اگر روپے پیسے کا محتاج ہے تو امیر خدمت کا محتاج۔

تمثیل ہاتھ اگر اپنی کمزوری، لاغری اور اپنی موت مر جانے سے خائف ہیں تو لقمۂ حیات اٹھا کر منہ کے راستے بطن شریف تک پہنچائیں۔ اور پیٹ کی مشینری کا یہ فرض ہے کہ خوراک کو صحیح ٹھکانے لگا کر ہاتھ پاؤں کو باہم طاقت پہنچائے ہاں البتہ اگر مشینری میں کچھ خرابیاں پیدا ہو گئی ہوں تو اس کی اصلاح ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ سب کچھ ہضم کر جائے، ڈکار تک نہ لے اور اعضاءِ بدن کمزور پڑتے جائیں۔

تفاوتِ درجات باقی رہا کسی کور باطن کا یہ اعتراض کہ یہ اعلیٰ ادنیٰ کی تقسیم اللہ نے کیوں رکھی۔ تو یہ سراسر ناانصافی ہے، تفاوتِ درجات تو اللہ نے انبیاء کرام میں بھی رکھے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ اور ویسے بھی عام انسانوں پر بھی اللہ کی رحمتِ بے پایاں اور رزق کی تقسیم خود اللہ ہی کی ہے — أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ

انسانی سوسائٹی میں مرد و عورت کو دیکھ لیجئے، بدنی ساخت الگ، حقوق و فرائض جدا، ایک باپ کے بیٹے لیکن شکل و صورت، عقل و بصیرت اور علم و عمل میں نمایاں فرق۔ حتیٰ کہ ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں بھی برابر نہیں۔

فطری نظام یہ لیل و نہار، یہ شمس و قمر، یہ شجر و حجر سب اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ پھر بھلا دل و دماغ اور عقل و فہم والا اور اشرف المخلوقات، حضرتِ انسان اور پھر خاص کر مسلمان اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فطرتی نظام اور خدائی قانون سے کیوں بھاگتا ہے؟ کبھی کمیونزم کا سہارا لیتا ہے تو کبھی سوشلزم کو نجات دہندہ سمجھ کر قرآن و اسلام اور سیاست کو کوئی الگ چیز سمجھ کر اپنا ہی راگ الاپے جا رہا ہے۔ ارے خدا کے بندو کسی کی سنو تو سہی۔ غور و فکر کرو، شاید کہ بات سمجھ میں آ جائے۔ جب (مسلمان ہوتے ہوئے) آپ کے گھر (اسلام) میں سب کچھ موجود ہے تو پھر غیروں کے سامنے دستِ سوال کیوں دراز کرتے ہیں اسلام نے کب کہا ہے کہ ایسا سرمایہ دار جس نے غریب کا خون چوس کر، مزدور کا حق مار کر، یتامیٰ کا مال ہڑپ کر کے، قومی مال و دولت اور املاک کو غصب کر کے یا کسی بھی ناجائز تصرف سے سرمایہ اکٹھا کیا جائے۔ اسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ کسی کی خون پسینہ کی حلال کمائی کو آپ مالِ مفت سمجھ کر چوروں کی طرح آپس میں بانٹنے بیٹھ جائیں — اگر کوئی اپنی محنت سے اپنی دولت کا مالک خود نہ بن سکے اور اس کے سامنے یہ ہو کر کمائیں گے ہم لیکن کھا جائے گی دنیا۔ تو پھر تو ساری قوم مفلوج ہو کر رہ جائے گی اور اس کے علاوہ مسلمان کو یہ نقصان ہوگا کہ اس کے مذہب اور دین کی بنیادیں منہدم ہونے لگیں گی۔

انفرادی ملکیت اگر انفرادی ملکیت مسلّم نہ ہوتی تو پھر زکوٰۃ کا حکم بے سود، صدقہ و خیرات اور وراثت جیسے احکام ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ (جیسا کہ روس میں ہے) اسی طرح حج اور دوسرے ارکان اسلام — ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اسلام نے اکتنازِ محض کو سختی سے روکا ہے اور اس کے مقابلہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہی نہیں بلکہ زکوٰۃ وغیرہ کی شکل میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔

ایک مقام پر یتیم کی دادرسی اور کفالت پر ابھارتے ہوئے نفسیاتی طور پر سمجھایا۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اگر اللہ چاہتے تو تمہیں تکلیف میں ڈال دیتے — کیا مطلب؟ یعنی تصور دلایا کہ دیکھو اگر تمہاری موت واقع ہو جاتی، اور تمہارے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے رہ جاتے اور ان کا پرسان حال کوئی نہ ہوتا تو پھر تمہارا دل کیا کہتا — ایک جگہ فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو یتامیٰ کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں کو جہنم کی آگ سے بھر رہے ہیں۔ اور ایک حدیث میں فرمایا کہ میں اور یتیم کا پالنے والا جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔

اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی جہاں چند نشانیاں ذکر فرمائیں، وہاں یہ بھی فرمایا وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ کہ ان کے مالوں میں سائل و محروم کا حق ہے۔

غرض بیسیوں ایسے قرآنی شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں کہ جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل اور اکتناز اور گنجِ قارون جمع کرنے پر دنیوی و اخروی سخت سزاؤں کا ذکر ہے۔

بہرحال اسلام ایک مکمل دین اور کامل نظامِ حیات ہے کہ جس کا مقدس سائبان ایسی فضا میں نصب کیا گیا ہے کہ جس کے سایہ میں جن و بشر، شجر و حجر،

(باقی صــ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۲)

تو عبادت کا مفہوم میں عرض کر رہا ہوں میرے بزرگو! عبادت کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ ہفتے میں ایک دن چلا جائے اپنی عبادت گاہ میں —— عبادت گاہ جا کر گھنٹہ دو گھنٹہ کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر کے اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی طرف سے کچھ حمد و ثنا کہہ کر چلا آئے۔ اس کو صرف عبادت نہیں کہتے۔ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی وقت، کسی بھی آن، کسی بھی حیثیت میں، کسی بھی مقام پر پہنچ کر اپنے آپ کو رب العالمین کی مخلوقیت سے، رب العالمین کی عبدیت سے آزاد نہ سمجھے۔ اور یہ مقام عبدیت بہت بلند اور بالا مقام ہے۔ مقام عبدیت سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے تقرب اور قرب کا اور کوئی مقام نہیں (جن دوستوں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی یہ ذوق نصیب فرمائے تاکہ ہم اللہ کے کلام سے فیض وافر حاصل کر سکیں) وہ جانتے ہیں کہ مقام عبدیت کس حد تک عظیم ہے، سب سے بڑے عبد، عبد کامل کون ہیں؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم — دیکھئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پہلے ہی رب العالمین نے کیا فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرہ ۲۳) پھر دیکھئے شب معراج، معراج کی وہ رحمت جو اللہ تعالےٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی اس کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟ شب معراج کے دو حصے ہیں، ایک اسراء ہے اور ایک معراج ہے۔ اسریٰ کے متعلق کیا فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بنی اسرائیل ۱) یعنی بیت اللہ سے اٹھایا اور بیت المقدس تک پہنچایا۔ پھر بھی کیا فرمایا؟ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ، مقام عبدیت کا گویا اللہ تعالےٰ نے یہ ایک منظر بیان فرمایا) پھر شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے پہنچے، وہاں کیا ارشاد فرمایا فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (النجم ۱۰) وہاں بھی امام الانبیاء (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عبدیت کا تاج پہنایا، اور اللہ تعالےٰ جتنے بھی کمالات انسان کو عطا فرماتے ہیں یہ سارے کے سارے کمالات عبدیت کے ضمن میں آتے ہیں۔

چنانچہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جن کو اللہ تعالےٰ نے علوم تکوینیات عطا فرمائے ہیں۔ علوم کی دو قسمیں ہیں ایک ہیں علوم تشریعیہ، ایک ہیں علوم تکوینیہ — (علوم تکوینیات) کائنات میں جو ردّ و بدل ہوتا ہے اس کی حکمت اور اس کی حقیقی مصلحت کو سمجھنے کے لئے جس علم کی ضرورت ہے اسے کہتے ہیں علوم تکوینیہ۔ چنانچہ علوم تکوینیہ اللہ تعالےٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ (ہمارے عقیدے کے مطابق) قرآن مجید میں کیا آتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ نے حکم دیا کہ آپ جائیں، جہاں پر دو دریا ملتے ہیں وہاں پر آپ کو ایک بندہ ملے گا، تو اس بندے کی ملاقات کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ (الکہف ۶۵) حضرت خضرؑ ہمارے عبد تھے، ہمارے عبدوں میں سے، ہمارے عبدوں میں سے، ہمارے بندوں میں سے، عبادت کا مفہوم قرآنی اصطلاح میں صرف یہ نہیں ہے میرے بھائیو کہ کسی وقت دو چار رکعتیں پڑھ لیں، جمعہ کی نماز پڑھ لی یا عید کی نماز پڑھ لی۔ اس میں شک نہیں یہ عبادت کا ایک حصہ ہے۔ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ چلتے پھرتے، لیٹے جاگتے، کھاتے پیتے ہر حیثیت میں بندہ مالک کی مرضی کے مطابق رہے — اسے کہتے ہیں عبادت۔ چنانچہ سورت الفرقان میں عباد الرحمان فرمایا۔ رحمان کے بندے۔ وہاں پر بندوں کی کیا تعریف فرمائی؟ وہ بندے کیسے ہیں؟ اگر آپ قرآن مجید میں غور فرمائیں تو سورت الفرقان میں جہاں اللہ تعالےٰ نے عباد الرحمٰن کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں وہ علامتیں وہ ہیں جو ہماری روزمرہ کی زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ مثلاً ارشاد فرمایا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ (الفرقان ۶۳-۶۴) آپ دیکھئے کون سا وہ بندہ ہے جو چلتا نہیں؟ کون سا وہ بندہ ہے جو دوسروں کے ساتھ بولتا نہیں؟ کون سا وہ بندہ ہے جو نیند نہیں کرتا؟ قرآن مجید نے فرمایا کہ عباد الرحمان کا چلنا الگ، عباد الرحمان کی نیند الگ، عبد الرحمان کی بول چال الگ۔ یعنی وہ امور جو بتقاضائے بشریت، انسانی حیثیت سے ہم سے صادر ہوتے ہیں ان امور میں ہم مکلف ہیں اس بات کے کہ ہم اُس بات پر چلیں، اُس عمل پر چلیں جو خداوند قدوس نے بوساطت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک پہنچائے ہیں۔

چنانچہ قرآن نے فرمایا عِبَادُ الرَّحْمٰنِ، یعنی رحمٰن کے بندے۔ عبد۔ ان عبدوں کی کیا نشانی ہے؟ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا۔ وہ زمین پر چلتے ہیں هَوْنًا۔ بڑے وقار کے ساتھ، ان کی چال سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا باغی نہیں جا رہا بلکہ اللہ کا بندہ جا رہا ہے —— دیکھئے یہاں نماز کا ذکر نہیں ہے، روزے کا ذکر نہیں ہے، زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے، چلنے پھرنے کا، میں بھی چلتا ہوں، آپ بھی چلتے ہیں، چھوٹے بھی بڑے بھی، سارے چلتے ہیں۔ تو فرمایا کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جن کی چال سے پتہ چلے کہ یہ عبد جا رہا ہے

غی نہیں ہے بلکہ یہ عبد ہے — عبادالرحمان کون ہیں؟ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا، جو چلتے ہیں زمین پر بڑے وقار کے ساتھ۔ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ اور جب کسی نادان سے بات کرنے کا موقع آ جائے تو لڑتے جھگڑتے نہیں، بلکہ نادان کے ساتھ جب لڑیں گے، جھگڑیں گے تو وہاں بھی مقام عبدیت ظہور کرے گا۔ دیکھئے کتنا پیارا ارشاد ہے قرآن مجید کا — عبادالرحمان کیا ہیں؟ وہ چلتے ہیں زمین پر بڑے وقار کے ساتھ، اور کیا ہے؟ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ مفسرین کرام نے یہاں پہ ایک نقطہ لکھا، یہ سب اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کے اثرات ہیں۔ اللہ ان حضرات کی قبروں کو پُرنور فرمائے جنھوں نے ہم جیسے گنہگاروں کو قرآن کی طرف راغب کیا اور آج ایسی قرآن کی محافل ہو رہی ہیں، اللہ ان کی ہمتوں میں برکت پیدا فرمائے۔ اور اللہ تعالےٰ مجھے آپ کو قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ تو مفسرین کرام نے یہاں پہ ایک نکتہ بیان فرمایا — کہ اللہ تعالےٰ نے عبادالرحمان کی جو علامت بیان فرمائی۔ وہ کیا ہے؟ — اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۵ جب کبھی ان کو جاہلوں کے ساتھ کلام کرنے کا موقع ملتا ہے، نادانوں کے ساتھ، جو بات کا وزن نہیں کر سکتے، بات کو سمجھ نہیں سکتے، متکلم کی حیثیت کو نہیں سمجھ سکتے تو اُن کے ساتھ بھی ان کا جو رویّہ ہے وہ کیا ہے؟ قَالُوْا سَلٰمًا — یعنی عقلمندوں کے ساتھ تو بھائی سب اپنا عبدیت کا مقام ظاہر کرتے ہیں، عقلمندوں کے ساتھ، لکھے پڑھے دوستوں کے ساتھ، ہر ایک آدمی وہی بات کرتا ہے جو بات مناسب ہو۔ عبدیت کا مقام وہاں بھی ہاتھ سے نہ جائے، جہاں پہ آپ کے مخاطب جاہل ہوں۔ وہاں بھی اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھو، وہاں بھی اس چیز کو غور سے دیکھو کہ اگرچہ مجھے اس نادان کے ساتھ بات کرنے کا موقع حاصل ہوا۔ اگرچہ یہ نادان میری جان پر، میرے مال پر، میرے اخلاق پر حملہ آور ہو

رہا ہے لیکن مجھے یہاں بھی سوچنا چاہئے کہ مَیں جس کا بندہ ہوں، میرے مالک کا مجھے کہنے کا کیا حکم ہے؟ تو وہاں پر بھی کیا فرمایا؟ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ اور اسی طرح فرمایا کہ عبادالرحمان کی نیند دیکھنی ہو، وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۵ عبادالرحمان کی راتیں الگ، عبادالرحمان کے دن الگ، عبادالرحمان کے خلوت الگ، عبادالرحمان کے جلوت الگ۔ (یہ عبدیت میں عرض کر رہا ہوں) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ، اس کا مفہوم کیا ہے؟ عبادالرحمان جب رات کو سوتے ہیں تو کیسے سوتے ہیں؟ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۵ ان کی رات یوں کٹتی ہے۔ کبھی رب کے سامنے سجدے کی حالت میں اور کبھی رب کے سامنے کھڑا ہونے کی حالت میں۔ اب رات ان کی بھی کٹ رہی ہے جو اللہ کے سامنے سجدے کریں اور رات اُن کی بھی کٹ رہی ہے جو کلبوں میں ناچیں، اللہ کی نافرمانیاں کریں، لیکن فرمایا اگر میرے بندے دیکھنے ہوں، بندہ ہونے میں دونوں برابر ہیں، اُن کی بھی ٹانگیں، ان کی بھی ٹانگیں، ان کے بھی کان، ان کے بھی کان، ان کے بھی ہاتھ، ان کے بھی ہاتھ، لیکن ایک خلیفہ باغی ہے۔ جس باغی خلیفے نے اس آرام کے وقت کو بجائے اس کے کہ آرام میں صرف کرتا ہے اللہ نے جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۵ (النباء ۹) اپنی رحمت کے ساتھ رحمت بھیجی اللہ تعالےٰ نے رحمت سے نیند کا جذبہ اور ملکہ عطا کیا، اس نے رات کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کیا اور ایک عبادالرحمان ہیں، اللہ کے عبد، اللہ کے بندے، اللہ کی عبادت کرنے والے، ان کی رات یوں کٹتی ہے، کبھی وہ اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہیں، کبھی وہ اللہ کے حضور کھڑے ہوتے ہیں۔

مَیں عرض یہ کر رہا تھا کہ عبادت کا مفہوم بڑا وسیع ہے اس لئے اللہ تعالےٰ کے ہر نبی علیہ السلام نے انسانوں کو جو حکم دیا وہ عبادت کا حکم ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء ۲۵) ہم نے ہر نبی کو یہ حکم دیا کہ اپنی اپنی قوم تک، اپنی اپنی امت تک توحید کا اور عبدیت کا حکم پہنچا دیجئے۔

میرے بزرگو! آج کل ہم میں کچھ بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے آپ کو ان بیماریوں سے محفوظ رکھے اور جو ہمارے بھائی مبتلا ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ان بیماریوں سے شفا بخشے۔ آج ہم میں یہ بات پیدا ہو چکی ہے کہ ہم ہر بات کو اس نقطۂ نظر سے سوچتے اور دیکھتے ہیں کہ اس کا ہماری زندگی پر اثر کیا ہے؟ حالانکہ مَیں پچھلے درس میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالےٰ حکیم ہیں اور حکیم کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں، حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ (باقی آئندہ)

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیرِ اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳۔ این شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال وجواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہلِ علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی" کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی پسند اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۔

تین نصیحتیں

اُستاذ العُلماء حضرۃ مولانا الحاج سیّد حامد میاں مُدّظلہٗ مُہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

مُرتّبہ: محمود احمد عارف ہوشیارپوری

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔

(رواہ احمد والترمذی)

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور سوال کیا کہ "نجات" کیا ہے؟ یعنی نجات کی سبیل اور طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ اپنی زبان قابو میں رکھو، یعنی زبان سے کوئی بات کہو تو اس امر کا ضرور خیال رکھو کہ اس سے کسی کی دلآزاری تو نہیں ہو رہی کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی، کسی کے بارے میں جھوٹ بولنا، اس پر کسی قسم کا الزام لگانا بدترین گناہ گناہ ہیں۔ خدا کے ہاں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ گناہ زبان ہی کے ذریعے سرزد ہوتے ہیں۔ اسلام انسان کی عزت و آبرو کا محافظ ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب انسان کی عزت کی اتنی نگہداشت نہیں کرتا جتنا مذہب اسلام کرتا ہے۔ اس لئے اسلام میں کسی پر الزام و تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے۔ یہ زبان کی ادنٰی حرکت سے چند سیکنڈ میں ہو جاتا ہے مگر اس کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔ اور چونکہ اس نے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے اس کی شہادت شرعاً قبول نہ ہو گی۔ قرآن کریم میں ہے۔ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا۔ ان (تہمت لگانے والوں) کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ اور یہ لوگ (تہمت لگانے والے) فاسق ہیں۔ ایسے شخص کو محدود فی القذف کہتے ہیں۔ تو اس شخص کی سزا جس نے کسی پاک دامن کو تہمت سے متہم کیا دنیا میں اتنی سخت ہے کہ کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور گواہی بھی ہمیشہ کے لئے نامقبول ہو گی۔ خدا جانے اگر دنیا میں سزا نہ جھیلی تو آخرت میں کتنا عذاب ملے گا اور اگر سزا بھی جھیلی مگر توبہ نہ کی تو کتنا عذاب ہو گا۔ تو زبان کی معمولی حرکت اور لغزش انسان کو بہت بڑی سزا کا مستوجب ٹھہرا دیتی ہے۔ اس لئے آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نصیحت کرتے ہوئے سب سے پہلے حضرت عقبہؓ کو زبان قابو میں رکھنے کا حکم دیا۔ اب زبان کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ جھوٹ مت بولو۔ کسی کی دل آزاری نہ کرو، کسی پہ تہمت نہ لگاؤ، بلکہ زبان سے اللہ کی یاد کرو، لوگوں کو علوم دینیہ کی تعلیم دو، اچھی باتیں کہو وغیرہ وغیرہ۔ جملہ تو مختصر ارشاد فرمایا مگر اس میں بہت کچھ آ گیا۔

پھر ارشاد فرمایا۔ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ۔ تمہیں چاہئے کہ تمہارے لئے تمہارے گھر میں جگہ ہو۔ یعنی تم کچھ وقت اپنے گھر میں بھی گذارا کرو۔ اس کے کئی فائدے ہیں:-

۱- گھر والوں کی تربیت کا موقعہ ملیگا۔

۲- اہل خانہ سے تعلق پیدا ہو گا۔

۳- باہر جو وقت گپوں اور فضول باتوں میں صرف ہو گا وہ بچ جائے گا۔

اور آپ کے اس ارشاد کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ گھر میں نفل عبادت ادا کرو۔ کیونکہ فرض عبادت مثلاً نماز تو مسجد میں سب کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ خدا کی یاد گھر میں بھی کیا کرو۔ اور گھر میں عبادت بے ریا ہوتی ہے، اور گھر میں عبادت سے گھر والوں کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اور آپ کی دیکھا دیکھی وہ بھی عبادت کرنے لگیں گے۔ کیونکہ انسان پر صحبت کا اثر پڑتا ہے۔ تو آپ کی صحبت سے وہ بھی متاثر ہوں گے اور خدا کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس طریقہ سے نہ صرف آپ کے اہل خانہ کو عبادت کی توفیق ہو گی بلکہ ساتھ رہنے والے بھی اس پاکیزہ ماحول کا اثر قبول کریں گے۔ اچھا ماحول ہو تو انسان کی طبیعت نیکی کی طرف خود بخود راغب ہو جاتی ہے۔ بس معمولی توجہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ ماحول اچھا ہو تو ذرا سی توجہ سے طبیعت نیکیوں پہ آمادہ ہو جاتی ہے۔

آخری نصیحت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمائی کہ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ یعنی اپنے گناہوں پر رویا کرو۔ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اس پر ندامت بہت ضروری ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی تقصیرات اور کوتاہیوں پر ہر وقت نظر رکھے اور اس کے لئے خدا تعالےٰ سے معافی چاہے، استغفار کرے۔

استغفار سے مراد یہ نہیں ہے کہ بس زبان سے استغفر اللہ، استغفر اللہ کہے بلکہ پہلے دل میں ندامت و پشیمانی کا ہونا ضروری ہے۔ دل اگر گناہوں پر نادم نہیں تو زبانی توبہ و استغفار کا خاص اعتبار نہیں ؎

سبحہ در کف دل پُر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

تو آپ کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ اپنے گناہوں پر رویا کرو یہی ہے کہ دل میں پشیمانی و ندامت پیدا کرو ورنہ رونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا — رونا تو تب ہی آئے گا، جب دل میں اپنے گناہوں کا خیال ہو گا اور خدا کے عذاب کا خوف ہو گا۔

بقیہ: اسلام اور موجودہ نظریاتی کشمکش

ارض و سما اور ان کے مابین جو کچھ ہے سب ہی آرام و سکون کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

اللہ ہمیں مسلمان بننے اور عملی طور پر اسلام کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

علم و عمل کے تابندہ چراغ

مولانا سید احمد شاہ بخاری رح

حافظ نور محمد انور

سفید رنگ و سفید ریش، دراز قد، نورانی چہرہ، آنکھوں میں حیا کا نور، شیریں زبان و شیریں بیان، سینہ نورِ توحید سے منور، تقریر دلنشیں، تحریر بہترین، قرآن و حدیث کے عالم باعمل، علمائے دیوبند کے فداکار و جاں نثار اور گلستانِ احمد علیؒ کے سرسبز و شاداب پھول مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاریؒ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایسے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر بلاشک انسان اپنی عاقبت سنوار سکتا ہے۔ جو صبح و شام دینِ محمدیؐ اور مسلکِ حقہ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہوں۔ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ کی محبت دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

آپ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے نہ صرف خلیفۂ مجاز تھے بلکہ مخلص دوست بھی تھے۔ آپ جب بھی لاہور تشریف لاتے اپنے شیخ و مربی کے پاس ٹھہرتے۔ راقم الحروف کی پہلی ملاقات آپ سے اس وقت ہوئی جب راقم ہفت روزہ "دعوت" میں کام کرتا تھا۔ اس پہلی ملاقات ہی سے آپ کے ایثار و خلوص اور اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ بار بار ملاقات کے لئے دل چاہنے لگا۔

آپ نے دینِ حق کی تحریر و تقریر سے جو خدمت کی ملتِ اسلامیہ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ کی ادارت میں ایک ماہنامہ "الفاروق" بھی چوکیرہ سے نکلتا رہا۔ "الفاروق" کا ہر شمارہ علم و حکمت کے خزانوں سے بھرپور ہوتا تھا۔

ردِ روافض و مرزائیت پر آپ نے بے شمار مناظرے کئے اور ہر مناظرے میں فتح عظیم نصیب ہوئی۔ چند کتابیں بھی آپ نے تصنیف کیں جن میں مشہور کتاب تحقیق فدک ہے۔ مخالفینِ صحابہ کرامؓ جس کا آج تک جواب نہیں دے سکے۔

ملک کے کونے کونے میں بیشمار آپ کے شاگرد موجود ہیں۔ آپ کی سرپرستی میں چوکیرہ ضلع سرگودھا میں ایک مدرسہ دار الہدیٰ بھی جاری ہے کچھ عرصہ سے آپ چوکیرہ سے سرگودھا شہر منتقل ہو آئے اور جامع مسجد فاروق اعظم سیٹلائٹ ٹاؤن میں درس و تدریس اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہاں بھی ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام دار العلوم فاروق اعظم رکھا۔

ہفت روزہ "دعوت" لاہور میں اکثر آپ کے علمی و تحقیقی مضامین چھپتے رہے۔ خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کے فضائل و محاسن پر تو لاتعداد جواہر پارے شائع ہوئے۔

آپ سے میری آخری ملاقات رمضان شریف میں ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے دفتر میں ہوئی نواب صاحب کالا باغ کی موت کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے:

"حافظ صاحب! یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے ضرور ایک دن یہاں سے کوچ کرنا ہے، موت کا ایک وقت معین ہے۔ جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو ایک سیکنڈ بھی دیر نہیں لگتی۔ بس جہاں تک ہو سکے اللہ تعالٰے کے ذکر میں مشغول رہ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔"

کیا پتہ تھا کہ مندرجہ بالا الفاظ کہنے والے خود بھی چند دنوں کے بعد ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں گے — مولانا موصوف سلف کی نشانی تھے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ و دیگر علمائے دیوبند کے بڑے ہی معتقد تھے۔ آپ نے جو کچھ حاصل کیا انہی حضرات سے حاصل کیا — جب اس قسم کے نیک لوگ دنیا سے اٹھ جاتے ہیں تو بے ساختہ زبان پر یہ شعر آتا ہے ؎

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے
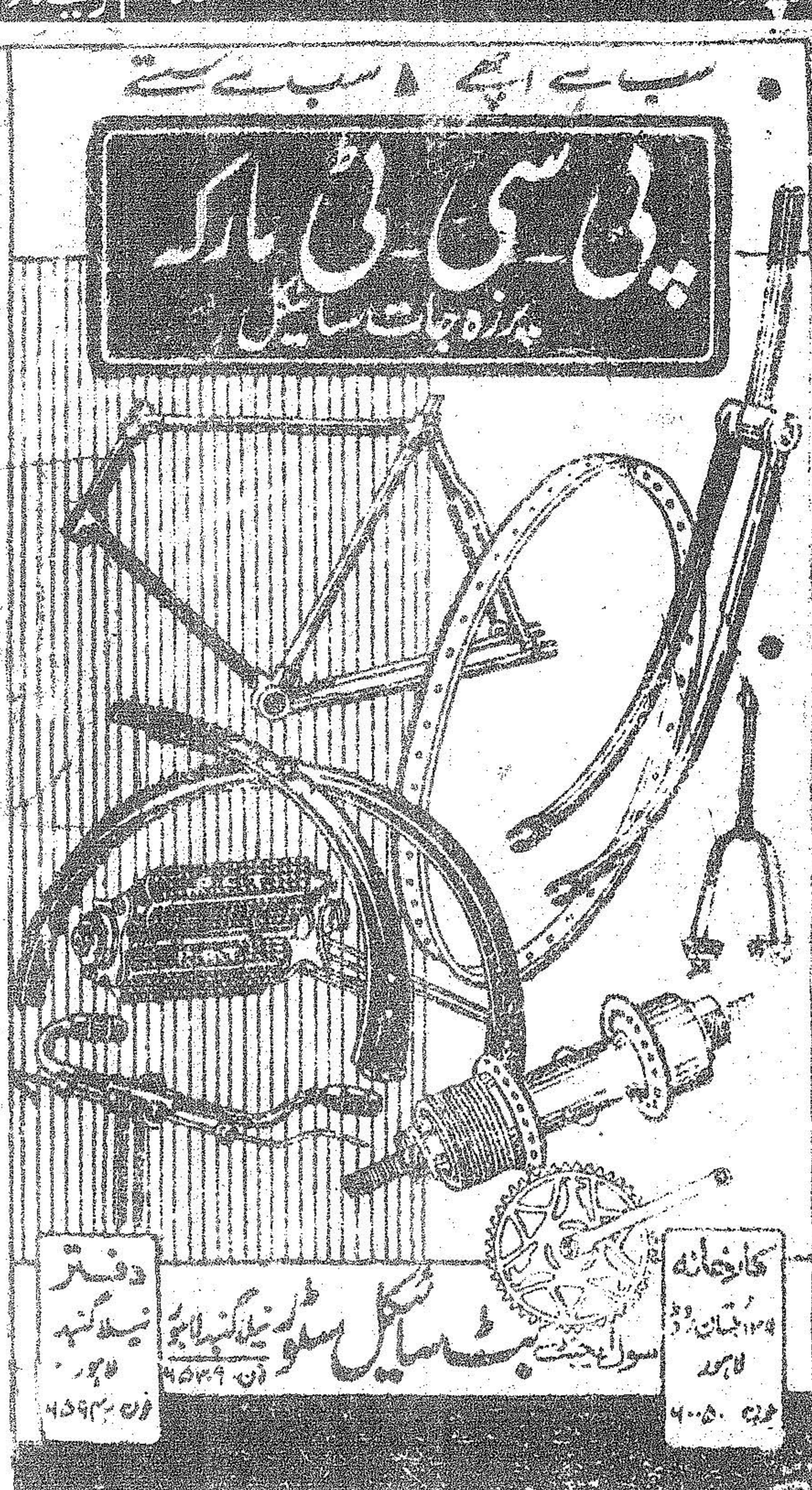
بقیہ: مجلسِ ذکر

منظر جس طرح پھر سامنے آگیا ہے۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ضرور لاہور جانا ہے۔ چوہدری علی اکبر صاحب بھی ہیں اس وقت حجاز میں پاکستان کے سفیر تھے) وہ بھی نظر آ رہے ہیں اور اصرار کر رہے ہیں، برادرِ معظم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب بھی اصرار فرما رہے ہیں اور بھی خدا معلوم کتنے لوگ اصرار کر رہے ہیں۔ جن میں میں بھی تھا۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے مولانا غلام غوث صاحب سے، یہ ٹھیک ہے کہ مارشل لاء لگ گیا کانفرنس میں حضرتؒ کا آنے کا ارادہ نہیں تھا، وہاں زیادہ قیام کا خیال تھا۔ عمرے کے ارادے سے تشریف لے جایا کرتے تھے تو کافی عرصہ رہتے تھے۔ عمرے پہ عمرہ کرتے، کئی دفعہ حجاز تشریف لے گئے تو چونکہ آخری زمانہ تھا ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ جتنا زیادہ وقت میرا حجاز میں گذرے، مسجد نبوی میں گذرے، خانہ کعبہ میں گذرے، گھر میں آرام کے لئے بالکل نہیں آتے تھے، روزے پہ روزہ رکھتے چلے جاتے حالانکہ سخت گرمی ہوتی تھی، اللہ تعالےٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی عبادت کی توفیق نصیب فرما دیتے ہیں، عشق نصیب فرما دیتے ہیں، اللہ کی قدرت ادھر اتنا عشق کہ ایک منٹ ضائع نہیں کرتے، سب سے پہلے مسجد نبوی میں صبح داخل ہوتے جب پہلی اذان ہوتی (وہاں فجر کی دو اذانیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور ہمیں بار بار ان روح افزا اور دلنواز اذانوں کو سننے کی توفیق عطا فرمائے، خانہ کعبہ کی زیارت سے جن کو نہیں اللہ نے مشرف فرمایا جلد انہیں بھی اللہ تعالےٰ توفیق ارزانی فرمائیں اور جن کو مشرف فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں پھر توفیق ارزانی فرمائیں —— تو بہر صورت میں دیکھتا کیا ہوں کہ حضرتؒ اصرار فرما رہے ہیں اور اخیر یہ ہے کہ حضرتؒ چل پڑے۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس دفعہ مارشل لاء لگ گیا۔ ہوائی جہاز جب سعودی عرب پہنچا تو علماء اور مولانا حبیب اللہ صاحب استقبال کے لئے آگئے۔ چوہدری علی اکبر صاحب مرحوم نے پوچھا "حضرت! کوئی خبر سنی؟" حضرتؒ نے فرمایا "نہیں" —— پوچھا "آپ کتنے بجے چلے تھے؟" حضرت نے فرمایا "ہم تقریباً رات کے بارہ بجے کراچی سے چلے تھے اور صبح کی نماز تک یہاں پہنچ گئے" تو انہوں نے کہا "حضرت! آپ کے ہوائی جہاز کے نکلنے کے ساتھ ہی وہاں پہ مارشل لاء لگ گیا اگر آپ نہ نکل چکے ہوتے تو شاید صورت حال کچھ مختلف ہو جاتی" تو حضرتؒ نے فرمایا "اللہ کا شکر ہے"۔ حاجی مولا بخش صاحب (جو اب بھی زندہ ہیں) جو وزارت مارشل لاء میں معطل ہوئی اس میں وہ وزیر بحالیات تھے، وہ سوار کرانے کے لئے ہوائی جہاز پہ تشریف لائے تھے، رانا شیر جنگ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک تھے (وہ بھی بحمداللہ زندہ ہیں) رخصت کرنے کے لئے آئے، علماء بھی آئے، اور کئی دیگر اللہ کے بندے بھی آئے

وعدہ کرلیا تو نبھانا ضروری ہے

میں بات کرتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص آپ کو ایک جگہ کھڑا کر کے چلا گیا کہ ابھی آتا ہوں اور پھر تین دن تک وہ بھول گئے اور اتفاقاً ادھر سے گذرے تو دیکھا کہ حضورؐ کھڑے ہیں۔ پوچھا "یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یہاں —؟" فرمایا "آپ ہی نے تو مجھے کھڑا کیا تھا۔ بہرحال اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (پ ۶ س المائدہ ع ۱-آیت ۱) وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۴-آیت ۳۴) اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وعدہ جو خلق خدا سے کرتے ہو یا اللہ سے کرتے ہو اُسے پورا کرو کیونکہ اس کی بازپرس ہوگی۔ وعدہ بندوں سے ہے، بازپرس خدا کے حضور ہوتی ہے اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ جو گرہ باندھتے ہو، جو وعدہ وعید کرتے ہو، جو ذمّہ داریاں لیتے ہو مثلاً یہ ہے کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا۔ نماز فرض، روزہ فرض، حج فرض، زکوٰۃ فرض، یہ تو ارکانِ اسلام ہیں، باقی تمام قرآن کی تعلیمات پہ عمل کرنا ہم آپ پر فرض ہے، ایک کلمہ ہے اس کے ساتھ اقرار جب کر لیا تو اب ایک بھی چیز پر عمل نہیں ہے تو بازپرس ہوگی۔ اسی طرح یہ وعدہ وعید کسی انسان سے کر لیا جائے تو ذمّے داری خدا کی طرف سے عائد ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ پر ذمّے داری نہیں ہے نفل پڑھنے کی لیکن جب شروع کر دیتے ہیں تو نفل آپ پر ضروری ہو گئے انہیں تکمیل تک پہنچانا ضروری ہو گیا۔ بیچ میں اگر فاسد ہو جاتے تو سجدۂ سہو کر کے اس کی تکمیل ضروری ہو گئی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پابندیٔ عہد

بہرحال اب اللہ والوں کی پابندیٔ عہد دیکھئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جاتے ہی مارشل لاء لگ گیا، اب کانفرنس تو ہونے سے رہی۔ ادھر مولانا غلام غوث نے سمجھا کہ جب ساری دنیا کو پتہ ہے کہ پاکستان میں مارشل لاء لگ چکا ہے تو حضرتؒ کو کون سی بات کا علم نہیں ہوا ہوگا بلکہ سب سے پہلے حضرتؒ ہی کو پتہ چلا۔ لیکن انہوں نے خط نہ لکھا کہ چونکہ مارشل لاء لگ گیا اور کانفرنس نہیں ہو سکتی تو اب بے شک آپ تشریف نہ لائیں۔ آپ کی اپنی صوابدید پر ہے۔ خط انہوں نے اس لئے نہ لکھا کہ حضرتؒ کو علم ہو چکا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ چونکہ میں نے وعدہ کیا ہے میں نے اس وعدہ سے پہلے لاہور پہنچنا ہے۔ عمرہ، خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور تمام کا اصرار چھوڑ کر کے، میری والدہ مرحومہ کا، میرا، مولانا حبیب اللہ صاحب کا، تمام کا اصرار چھوڑ کر کے عین اس تاریخ سے پہلے لاہور پہنچ گئے۔ حضرتؒ نے فرمایا مجھے ٹھیک پتہ ہے کہ کانفرنس نہیں ہوگی لیکن میں نے وعدہ کیا ہے تو میں نے وعدہ پورا کرنا ہے۔ کیونکہ خدا و رسولؐ کا حکم یہی ہے کہ اپنا وعدہ پورا کر دو آگے خدا پہ چھوڑ دو۔

حضرتؒ کا جیل میں جمعہ ادا کرنے کا شوق

چنانچہ حضرتؒ کا واقعہ ہے کہ آپؒ جیل میں تھے۔ جب جمعہ کا دن آتا۔ تو حضرتؒ کہتے ہیں کہ میں اب چاہتا ہوں جمعہ پڑھنا، حالانکہ جیل میں محبوس پر جمعہ فرض نہیں ہے، چار رکعت پڑھنی پڑتی ہیں ظہر کی قضا نماز کے طور پر، تو حضرتؒ غسل کرکے، کپڑے پہن کرکے، جمعہ کی پوری تیاری کرکے جیل کے دروازے تک تشریف لاتے پھر واپس جا کے چار رکعت پڑھ لیتے کہ یا اللہ! یہ میرا فرض تھا، میں نے ادا کر دیا۔ آگے ـــ

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

میرے اختیار میں اتنا تھا کہ نہا لوں جمعہ کے دن مسنون سمجھ کرکے، کپڑے دھوؤں اور پہن لوں، عطر لگا لوں، سرمہ لگا لوں، تیل لگا لوں، مسواک کر لوں، نبیؐ کی ساری سنتوں کو پورا کر لوں۔ جیل کے دروازے تک آکے واپس جا کر چار رکعت پڑھ لیا کرتے۔

ہم اپنے حضرتؒ کی بے جا تعریفیں نہیں کرتے

یہ چیزیں کبھی وہ عام مجلسوں میں بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن ہمیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور سننے کا اتفاق ہوا بیان کرتے ہوئے میں جھجکتا ہوں، لوگ کہیں گے پدرم سلطان بود، یہ اپنے والدین کی خوبیوں کا بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات وری باتیں بھی میں چھوڑ جاتا ہوں۔ کہیں جب بات آتی ہے تو کہنی پڑ جاتی ہے، پھر کیا کیا جائے، اس لئے بھی کہ آپ کے شیخ ہیں، مرشد ہیں، ہادی ہیں، انہی کے نقش قدم پر چلنا اور ان کی صورت میں عمل ہے، جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک جو نقلاً، متواتراً اسی طرح شاہ عبدالقادرؒ سے لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر کے حضرت رحمتہ اللہ علیہ تک، پھر ہم تک پہنچا، انہیں نمازیں پڑھتے حج کرتے روزہ رکھتے زکوٰۃ دیتے ہوئے دیکھا انہیں تبلیغ کرتے ہوئے، وعدوں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دیکھا، وہ راتوں کو سوتے، دن کو جاگتے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو بالکل اسی طرح کھانا پینا، مہمان نوازی کرنا۔ سب کچھ سکھا گئے، حتیٰ کہ استنجا تک سکھایا، جہلاء تمسخر کرتے ہیں لیکن صحابہ فخر

کرتے تھے کہ ہمارا نبی استنجاء بھی سکھاتا ہے وضو بھی، غسل بھی سکھلاتا ہے۔ معاشرت کا طریقہ بھی سکھلاتا ہے، دین کامل وہ ہے؟ دستور کامل، وہ ہے انسانیت کے لئے یا جس کے اندر یہ تفصیلات نہ ہوں جس میں آخرت کا میدان ہی صفا چٹ ہو۔ تصویر کا ایک رُخ ہے ان کے پاس دوسرا رُخ ہے ہی نہیں، جھوٹا یا سچا، اور پھر یہ ہے کہ کتنی جامع اکمل تصویر ہے عمل کی جو دنیوی بھی ہے اور اُخروی بھی ہے اور اُخروی زندگی پہ حضرتؒ فرماتے تھے صرف قرآن ہے جو موت اور مابعد موت کے مسائل پر گفتگو کرتا ہے ورنہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو موت کے بعد کے مسائل پر یا موت پہ گفتگو کرے۔ اُنہیں حق ہی کوئی نہیں پہنچتا، وہ بیان کر ہی نہیں سکتے، یہ تو مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم ہے۔ اللہ کی ذات ہے جس سے کائنات کو جنم دیا اور جس سے ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا ہے قیامت کے دن، وہی بہتر جانتا ہے کہ کیا صورت حال پیش آنی ہے۔

دین حاملین دین سے زندہ ہے

بہرصورت حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی بات کر رہا تھا۔ اللہ کی قدرت یہ مارشل لاء پھر لگنے والا تھا لیکن حالات یہ تھے کہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے رُک رُکا جائے۔ اللہ کی قدرت میں نے دوپہر کو خواب میں وہی نقشہ دیکھا۔ مولانا غلام غوث اور حضرتؒ کی شکل نظر آئی کوئی بات نہیں سُنی، حضرتؒ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے لاہور پہنچنا ہے، اور دوپہر کو میری آنکھ کھلی تو میرا دل متذبذب اور پریشان سا ہو گیا تو مجھے خیال آیا کہ یہ واقعتہً شائد تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے تو شام کو واقعی مارشل لاء لگ گیا، تاریخ نے اپنے آپ کو واقعی دوہرا لیا۔ اب یہ کوئی میرا کمال نہیں ہے۔ ایک واقعہ اللہ نے کہلوانا تھا اس مجلس میں اور وہ واقعہ کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی، اللہ والوں کی اس دور تک سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن پر عمل کی یہ کیفیت تھی۔ اندازہ لگائیں کہ جانتے بوجھتے خانہ کعبہ کا، ایک ایک نماز کا ایک ایک لاکھ کا ثواب، وعدے پہ قربان کرکے چلے آئے، یہ ہے قرآن پہ، اسلام پر اور

دین پر عمل، ان اللہ والوں کے واسطے سے دین زندہ ہے، دین حاملین دین سے زندہ و تابندہ ہے، اگر وہ خود عمل نہ کریں، ع آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

آج ہم میں کمزوری یہی ہے کہ خود عمل نہیں کرتے اوروں سے عمل کی توقع رکھتے ہیں، یعنی ہر شخص
سے بنا لیتا ہے اخلاق کا معیار اور
اپنے لئے اور، اوروں کے لئے اور

وہ چاہتا ہے کہ میں چور دروازے سے بچ جاؤں عمل کرنے سے، دوسروں کو عمل کراؤں۔ پہلے خود انسان دوسرے کی عزت کرے پھر اپنی عزت کراتا ہے، خود دوسروں کو عمل کرکے دکھائے تو یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ اُن کے ذمے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ (پ ۱ س البقرہ ع ۱۵ آیت ۱۲۹) قرآن پہنچانا، وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ (ایضاً) اور اُس کا مفہوم بتانا، پھر وَيُزَكِّيْهِمْ (ایضاً) دوسروں کو پاک صاف کرنا، خود اُس طریق کار پر عمل پیرا ہو کر اپنا اُسوہ اور نمونہ پیش کرنا، اُس پاکیزگی کا، طہارت کا اور تزکیے کا، عبادت کا، ریاضت کا

خیر اُمت کے فرائض

بہر حال بات سے بات نکلتی چلی گئی تو اس کے بعد پریشانی کے عالم میں اٹھا اور قرآن اُٹھایا۔ خدا کی قدرت سامنے تلاوت کردہ آیت آ گئی تو میرا خیال ہوا کہ یہی آیت آج آپ کے سامنے بھی پڑھ دوں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ (پ ۴ س آل عمران ع ۲۰ آیت ۲۰۰) یعنی مسلمانو۔ صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین اور تعلیم دو اور آپس میں مل کر رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ اپنی مراد کو پہنچ جاؤ۔ قرآن کی تعلیم یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مسلمانوں کو کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ ۴ س آل عمران ع ۳ آیت ۱۱۰) تم دنیا کے اندر نیکی پھیلانے کے لئے آئے ہو بدی مٹانے کے لئے آئے ہو۔ اللہ کے دین کو قائم کرو اور غالب کرنے کے لئے آئے ہو، اسی کے قانون کو دنیا کے اندر رائج اور اُس پر عمل کرنے کے لئے آئے ہو۔ قرآن وحدیث کی تمام تعلیمات

اس پر وال ہیں۔ حکم یہی ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پ ۴ س آل عمران ع آیت ۱۰۳) تم مل جل کر کے رہو۔ فرقہ بندیوں، پارٹی بازیوں، لڑائی جھگڑوں، قتل و غارت گری سے باز رہو فتنے کو قرآن نے موت سے زیادہ ہلاک بتایا ہے۔ اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ قتل سے زیادہ بُرا قرار دیا۔

دُعا

بہر حال دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو وعدہ کی پابندی کرنے اور اسلام و قرآن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

تعارف و تبصرہ

(نور محمد انور)

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

تصنیف:۔ مولانا قاری عبدالحئی صاحب عابد
قیمت:۔ پچاس پیسے
ناشر:۔ مکتبہ راشدیہ، مدنی مسجد کمہار پورہ لاہور

مولانا عبدالحئی صاحب عابد، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ قاسمی صاحب کی طرح عابد صاحب بھی بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے مقرر ہیں، آجکل جامع مسجد کمہار پورہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی مبلغ بھی ہیں۔

اس کتابچے کا پیش لفظ شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی صاحب نے لکھا ہے، جس میں گیلانی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ مسئلہ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک یہودی عیسائی ہو جائے تو وہ یہودی نہیں رہتا۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان مرزائی ہو جائے تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ یہ مسئلہ اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے، جو شخص ختم نبوت کے عقیدہ کی دیوار پھاند گیا گویا وہ کفر و ارتداد کی گہری اور اندھی گھاٹی میں جا پڑا۔"

عابد صاحب نے اس کتابچہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہے، کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر رضی ابن خطاب ہوتے، اس کتابچے کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے۔

صحابہ میں حضرت معاویہ رضی کا مقام

تالیف:۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ
ترجمہ:۔ محمد رفیق الاثری
ہدیہ پچیس پیسے
شائع کردہ:۔ جمعیۃ اہل حدیث۔ جلال پور پیروالہ ملتان

اس کتابچہ میں حضرت معاویہ رضی کے فضائل و محاسن بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) حضرت معاویہ رضی پر لعنت کرنے والا کیا ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث ثابت ہیں کہ جب دو خلیفے قتال کریں تو ایک ملعون ہے؟ اور حضرت عمار رضی کو باغیہ گروہ قتل کرے گا؟

کیا حضرت عمار رضی کو حضرت معاویہ رضی کے لشکر نے قتل کیا؟

مندرجہ بالا سوالات کے جواب میں امام ابن تیمیہ ؒ کیا فرماتے ہیں۔ اس کتابچہ میں ملاحظہ فرمایئے؟۔

عبرتناک موت

تصنیف:۔ فرزند توحید
قیمت:۔ ۳۱ پیسے
ملنے کا پتہ:۔ ہلال کارپوریشن، عیدگاہ روڈ، بہاولنگر

اس چھوٹے سے کتابچہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے مفصل حالات درج ہیں۔ سرورق باتصویر ہے۔ ہر مسلمان کو اس کتابچہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ارشادات سرور کائنات صلعم
مع الافادات

مرتبہ:۔ مولانا محمد مسعود صاحب
ہدیہ:۔ تیس پیسے
ملنے کا پتہ:۔ صوفی بشیر احمد زرگر۔ جی۔ ٹی روڈ۔ کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ

اس رسالہ میں ۴۴ دعائیں درج ہیں۔ ان دعاؤں کو پڑھنا اور ان پر عمل کرنا بے حد مفید ہے۔ ہر گھر میں اس رسالہ کا ہونا لازمی ہے۔

پانچ سوال اور ان کا جواب

از فرزند توحید
قیمت:۔ ۶۰ پیسے
ملنے کا پتہ:۔ بیت التوحید ۱۳۷/اے آصف کالونی۔ کراچی ۱۶

اس رسالہ میں وہ پانچ سوالات درج ہیں جو مصنف رسالہ ہذا پر حکومت مغربی پاکستان نے خط و کتابت کے ذریعے کئے۔ ان پانچ سوالات کے جوابات مصنف رسالہ ہذا نے بڑے واضح اور مدلل طریقے سے دیئے ہیں۔ ردّ مرزائیت پر یہ بڑا ہی دلچسپ ولاجواب رسالہ ہے۔

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں

از جناب محمد اکبر صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی
قیمت:۔ ۶۰ پیسے
ناشر:۔ فرزند توحید۔ بیت التوحید۔ ۱۳۷/اے آصف کالونی، کراچی ۱۶

اس رسالہ میں مسماۃ امۃ الکریم بنت کرم الٰہی کی لفٹننٹ نذیر الدین ملک کے ساتھ شادی کے واقعات درج ہیں۔

شادی کے بعد میاں بیوی کی علیحدگی اور حق مہر کی ادائیگی پر عدالت کی طرف رجوع کیا گیا۔ عدالت کے جج نے جو فیصلہ دیا، وہ اس رسالہ میں پڑھیئے۔

تبلیغی رسائل

مرتب علامہ ابوالخیر اسدی
ناشر:۔ مجلس نشر السنۃ مخدوم رشید۔ ضلع ملتان

مولانا ابوالخیر اسدی دینی و تبلیغی اور علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مجلس نشر السنۃ کے زیر اہتمام مختلف عنوانات پر آپ سینکڑوں رسالے طبع کرا کر مفت تقسیم کر چکے ہیں اور یہ تبلیغ و اشاعت کا سلسلۂ خیر برابر جاری ہے۔

تفہیم النبوۃ، رقص و سرود، اسلام کے خلاف روس کی دریدہ دہنی اور مدنی نماز وغیرہ جیسے تبلیغی رسائل اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ تفہیم النبوۃ میں محققانہ انداز میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ رقص و سرود میں لکھا گیا ہے کہ گانے بجانے کی رسم کس طرح پھیلی اور اس کے موجد کون تھے، مدنی نماز میں نماز اور نماز کے مسائل درج ہیں۔ یہ چاروں رسائل اور اس قسم کے دیگر تبلیغی رسائل صرف خرچ ڈاک پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

مولوی عبدالحفیظ صاحب متوجہ ہوں

مولوی عبدالحفیظ صاحب جامع مسجد صدیقیہ جان محمد روڈ، کوئٹہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اپنے پتہ سے مطلع کریں۔ اور خدام الدین کا حساب فوری آکر بے باق کریں۔

رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے دوستوں کو اگر مولوی صاحب کا علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ایجنٹ حضرات کو ماہ مارچ کے بل روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ براہ کرم بل ملتے ہی رقم روانہ فرمائیں۔

(ادارہ)

ضروری اعلان

جو حضرات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو انگلستان میں رسالہ خدام الدین اور دیگر دینی کتب مفت بھجوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں اور ان کے انگلستان کے پتے سے آگاہ فرمائیں۔

محمد شفیع چوہدری چیئرمین یورپین اسلامک مشن
۱۱ ایشکن روڈ - ویلی - ڈان کاسٹر - یارک شائر انگلینڈ

مدنی مسجد میں مجلس ذکر

۱۹ اپریل ۱۹۶۹ء بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مدنی مسجد کمہار پورہ لاہور میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مجلس ذکر کرائیں گے تمام حضرات شرکت فرمائیں۔ (عبدالحی عابد خطیب مدنی مسجد)

اعلان

اگر کسی جگہ خطیب، مدرس یا کسی سکول میں اردو، عربی، اسلامیات ٹیچر کی ضرورت ہو تو پتہ ذیل پر رجوع فرمائیں۔
رحمت اللہ (فاضل عربی) مکان ۳۲ گلی ۲ چوکی محلہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

سالانہ جلسہ

خطۂ کشمیر کی مرکزی دینی درسگاہ دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری آزاد کشمیر کا اٹھائیسواں سالانہ جلسہ ۷ مئی ۱۹۶۹ء سے شروع ہوگا اور تین دن تک جاری رہے گا حسب سابق امسال بھی اس سہ روزہ عظیم الشان دینی کانفرنس میں آزاد کشمیر کے علاوہ پاکستان بھر کے چیدہ چیدہ علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں جو توحید، رسالت، ختم نبوت، مقام صحابہؓ، سیرت اولیاء، اخوت اسلامیہ اور اتحاد عالم اسلامی وغیرہ موضوعات پر خطاب فرمائیں گے۔ اور فارغ التحصیل طلباء کی دستاربندی بھی کرائی جائیگی۔

تلاشِ گم شدہ

مسمی قطب الدین ولد مولوی نظام الدین عمر پندرہ سال رنگ سانولہ، دھاڑکی ضلع سکھر کے ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا، عرصہ سات ماہ سے لاپتہ ہے۔ اس کی والدہ دماغی توازن کھو بیٹھی ہے۔ لہٰذا جس کسی کو مسمی مذکور کا علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔
محمد سراج الدین نظامی طالب علم مدرسہ تدریس العلوم کمہار منڈی ملتان، اطلاع دیں۔
یا مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر، فون ۲۵۲۱ پر فون کریں

دعائے صحت

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب خطیب جامع مسجد پٹولیاں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ قارئین خدام الدین محترمہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

بچوں کا صفحہ

مصیبت کا وقت

اور اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون کا ورد

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن سکول محمود بوٹی - لاہور

میرے ہونہار بچو! آج کی صحبت میں ہم آپ کو دو تین باتیں ایسی بتاتے ہیں جو آپ کے لئے فائدہ مند بھی ہیں اور ثواب کا باعث بھی۔ مضمون کی سرخی سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ جب آپ کو کوئی مصیبت پیش آئے کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے، کچھ نقصان ہو جائے یا کوئی فوت ہو جائے تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کرو پھر اس نقصان پر صبر کیا کرو اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کیا کرو، اور کہا کرو کہ اے اللہ یہ جو مجھے تکلیف پہنچی ہے یہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تو نے میرے لئے یہی بہتر سمجھا۔ میں اس پر صبر کرتا ہوں اور تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بیشک یہ میرے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ تو معاف فرما اور آئندہ مجھے گناہوں سے بچنے کی توفیق عنایت فرما اور مجھے آزمائش میں نہ ڈال۔

پیارے بچو! سورۃ بقرہ کے انیسویں رکوع میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:- اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو مخالفین کی طرف سے یا حوادث سے پیش آئے) اور (کسی قدر فقر و فاقہ سے) اور (کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے) پس تم لوگ اس قسم کی جو چیزیں پیش آویں ان پر صبر کرنا۔ اور آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے جن کی یہ عادت ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ شانہ کی خاص خاص رحمتیں اور رحمت عام بھی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

عزیز بچو! مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کا زبان سے پڑھنا مفید بھی ہے اور باعث اجر بھی اور دل سے اس کے معنی سمجھ کر پڑھنا اور بھی زیادہ مؤثر اور باعث اجر اور باعث طمانیت ہے۔ بہتر ہوگا اگر آپ اس کا مطلب بھی سمجھ لیں۔ اس کا سیدھا سادا ترجمہ یہ ہے کہ ہم سب کے سب (مع اپنی جانوں کے اور مالوں کے) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں (اور مالک کو اپنی ملک میں ہر طرح تصرف کا حق ہے وہ جس طرح چاہے صرف کرے) اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یعنی مرنے کے بعد سب کو وہیں جانا ہے۔ یہاں کے نقصانات اور تکالیف کا بدلہ اور ثواب بہت زیادہ وہاں ملے گا۔ جیسا کہ دنیا میں کسی شخص کا کچھ نقصان ہو جائے اور اس کو کامل یقین ہو کہ اس نقصان کے بدلہ میں اس سے زیادہ بہت جلد مل جائے گا تو اس کو اپنے نقصان کا ذرا سا بھی رنج نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ شانہ کے یہاں زیادہ سے زیادہ بدلہ ملنے کا یقین ہو جائے تو پھر ذرا بھی کلفت نہ رہے۔ لیکن ہم لوگوں میں کیونکہ ایمان اور یقین کی کمی ہے اس وجہ سے ذرا سی مشقت، ذرا سی تکلیف، ذرا سا نقصان بھی ہمارے لئے مصیبت عظمیٰ بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں اس کی طرف بھی بہت جگہ تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ دنیا سخت امتحان کی جگہ ہے اور کئی کئی مضمونوں میں امتحان ہوتا ہے۔ کبھی مال کی افراط سے کہ اس کو کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے اور کبھی فاقہ و تنگ دستی سے کہ اس کا کس طرح استقبال کیا جا رہا ہے؟ جزع فزع سے یا صبر و صلوٰۃ سے؟ اسی لئے بار بار صبر و صلوٰۃ اور اللہ کی طرف رجوع کی ترغیبیں دی جاتی ہیں اور اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ تم آج کل زیر امتحان ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس امتحان میں فیل ہو جاؤ۔

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ (بقرہ ع ۵)

اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں اللہ کی طرف سے مدد ہیں۔ ان سے مدد لو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ سواری پر تھا۔ حضورؐ نے فرمایا لڑکے میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں جن سے حق تعالیٰ ان سے نفع دیں گے میں نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حقوق کی حفاظت کر (یعنی اس کے حقوق ادا کر) اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اس کو ہر وقت اپنی مدد کے لئے سامنے پائے گا۔ ثروت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لے (یعنی یاد کر لے) وہ تجھے مصیبت کے وقت پہچانے گا (مدد کرے گا) اور یہ اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ بھی مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ ہرگز تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور جو نہیں پہنچی وہ کبھی بھی پہنچنے والی نہ تھی۔ اگر مخلوق ساری کی ساری مل کر کوشش کرے کہ تجھے کچھ دے اور اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ نہ کریں تو وہ ہرگز اس پر قادر نہیں کہ تجھے کچھ دے۔ اگر وہ سب کے سب مل کر تجھ سے کسی مصیبت کو ہٹانا چاہیں اور اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ کبھی بھی اس مصیبت کو نہیں ہٹا سکتے۔ تقدیر کا قلم ہر اس چیز کو لکھ چکا ہے جو قیامت تک ہونے والی ہے۔ جب تو کچھ مانگے تو صرف اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد چاہے تو صرف اللہ ہی سے مدد چاہ اور جب بھروسہ کرے تو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کر۔ ایمان و یقین میں تنگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کر اور یہ خوب جان لے کہ ناگوار چیزوں پر صبر بہت بہتر چیز ہے اور اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہے، اور مصیبت کے ساتھ راحت ہے اور تنگدستی کے ساتھ فراخ دستی ہے۔ یعنی جب کوئی تکلیف پہنچے تو سمجھ لو کہ اب کوئی راحت بھی ملنے والی ہے اور جب تنگی ہو تو سمجھ لو کہ اب فراخی بھی ہونے والی ہے۔

۱۸ / اپریل ۱۹۶۹ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۹/۳۹-۷۶۷-۲-DD۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۶ء

گلدستۂ احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا۔ آپ کے ارشادات سنے، آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے۔ جو شخص سنت نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا۔ گلدستۂ صد احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں اور ان ارشادات پر ایمان و عمل کر کے خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات حاصل کریں۔

ہدیہ ۳۰ پیسے۔ محصولڈاک ۱۵ پیسے

ناشر: ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجلیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رعایتی ہدیہ ۲/۲۵ محصولڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔